جنتیوں کے پرندے اور اُن کے گھوڑے جنت کے باغوں میں اور ان جنتیوں کے محلوں کے آس پاس چراگاہوں میں چریں گے۔

مزید انعامات حضور فرماتے تھے کہ اہل جنت کو اللہ تعالیٰ سونے کی انگوٹھیاں مرحمت فرمائے گا (جنھیں وہ پہنیں گے)۔ یہ بہشت کی انگشتریاں ہوں گی، اس کے بعد مزید یاقوت اور لولو کی انگشتریاں ہوں گی، یہ انگشتریاں دارالسلام میں دیدار الٰہی کے وقت عطا ہوں گی۔ اہل جنت جب اپنے رب کی زیارت سے مشرف ہونگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا فرمودہ مہمانی کے کھانوں کو کھائیں گے، مشروبات پئیں گے اور ان کی لذتوں سے محظوظ ہوں گے اس وقت رب العزت فرمائے گا۔ اے داؤدؑ اب خوش الحانی سے میری عظمت کے ترانے گاؤ حضرت داؤدؑ حکم کی تعمیل فرمائیں گے۔ آپ کی خوش الحانی سے جنت کی ہر چیز پر ایک سکوت کا عالم طاری ہوجائے گا اور ہمہ تن گوش ہوجائے گی۔ پھر رب العزت اہل جنت کو لباس اور زیورات عطا فرمائے گا اور یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں میں واپس آجائیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ ہر جنتی کے لئے ایک درخت مخصوص ہوگا جس کا نام طوبیٰ ہوگا، جب اس کو اعلیٰ لباس پہننے کی خواہش ہوگی تو وہ طوبیٰ کے پاس جائے گا، درخت اپنے شگوفوں کے غلاف کھول دے گا وہ چھ رنگ کے ہونگے ہر غلاف میں ستر رنگ کے کپڑے ہوں گے ہر ایک رنگ اور نقش دوسرے کے نقش اور رنگ سے جداگانہ ہوگا، جنتی جو لباس چاہے گا منتخب کرے گا، منتخب لباس کا کپڑا لالہ کے پھول کی پنکھڑیوں سے زیادہ نرم و نازک اور لطیف ہوگا۔ حضورؐ فرماتے تھے کہ جنت کی بیویوں کے گلوں میں تحریر ہوگا، تم میرے حبیبؐ ہو اور میں تمھاری محبوبہ ہوں تمھاری طرف سے میرے دل میں نہ کدورت ہوگی اور نہ شکایت"۔ جنتی جب اپنی بیوی کے سینے کی طرف نظر ڈالے گا تو (جسم اس قدر شفاف ہوگا کہ) گوشت اور ہڈیوں کے عقب سے جگر کی سیاہی نظر آئے گی، عورت کا جگر مرد کے لئے آئینہ ہوگا اور مرد کا جگر بیوی کے لئے آئینہ ہوگا۔ جگر کی سیاہی سے اس بیوی کے حسن میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوگا جس طرح یاقوت میں دھاگہ پرونے سے کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا، ان کی سفیدی موتی کی طرح اور چمک دمک یاقوت کی طرح ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كَاَنَّهُنَّ الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ۝ (گویا وہ یاقوت اور مرجان کی طرح ہیں)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جنتی لوگ موتی اور یاقوت کی اونٹنیوں اور خچروں پر سوار ہوں گے، ان کے قدم منتہائے نظر پر پڑیں گے، ہر چوپائے کی جسامت ستر میل کی ہوگی، ان کی مہاریں اور لگامیں موتی اور زبرجد کی ہوں گی۔

ہمیشہ رکھے گا۔ Amen

کافروں، مشرکوں اور بت پرستوں پر اس کی بدی اور شر کو زیادہ فرمائے گا، ان کے لئے خوف و عذاب کو بھی دونا کردے گا اور پھر انھیں دوزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ڈال دیگا (یہ تھی تشریح و تفسیر فَوَقٰهُمُ اللّٰهُ شَرَّ ذٰلِكَ الْيَوْمِ کی)

اِس کے بعد ارشاد باری ہے وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا (اور ان کو تازگی، فرحت اور مسرت سے ہمکنار کریگا) اس کی صورت یہ ہوگی کہ ہر مومن بروز قیامت جب اپنی قبر سے باہر آئے گا اور اپنے سامنے دیکھے گا تو اس کو ایک ایسا شخص (آدمی) نظر آئے گا جس کا چہرہ چاند کی طرح چمکتا ہوگا اور وہ مسکراتا اور ہنستا ہوگا اس کے کپڑے سفید ہونگے اور سر پر تاج ہوگا وہ مومن کے قریب آکر کہے گا کہ اے اللہ کے دوست (ولی) آپ کے لئے سلامتی ہے، مومن جواب میں کہے گا کہ آپ پر بھی سلامتی ہو، اے بندۂ خدا آپ کون ہیں؟ کیا فرشتہ ہیں؟ وہ کہے گا نہیں! مومن بندہ کہے گا کہ کیا آپ پیغمبر ہیں؟ وہ جواب نفی میں دے گا مومن کہے گا کہ کیا آپ مقربین الٰہی سے ہیں؟ وہ کہے گا نہیں! تب بندۂ مومن کہے گا خدا کی قسم پھر آپ کیا ہیں؟ وہ کہے گا میں آپ کا عمل صالح ہوں، میں آپ کے لئے دوزخ سے نجات اور بہشت کے انعام کی خوشخبری لے کر آیا ہوں، مومن کہے گا کہ کیا آپ ان دونوں باتوں سے آگاہ ہیں جو مجھے خوشخبری اور بشارت دے رہے ہیں وہ کہے گا جی ہاں میں آگاہ اور واقف ہوں!! بندہ مومن کہے گا پھر آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں تو وہ جواب دیگا کہ آپ مجھ پر سوار ہو جائیں! مومن کہے گا کہ آپ جیسے (نورانی اور بزرگ فرد) پر سوار ہونا میں مناسب نہیں سمجھتا! وہ جواب دیگا کہ اس میں کیا حرج ہے میں بھی تو دنیا میں مدتوں آپ کے اوپر سوار رہا ہوں! اب میں آپ کو خدا کا واسطہ دے کر درخواست کرتا ہوں کہ آپ میرے اوپر سوار ہو جائیں، خدا کا واسطہ پاکر مومن اس کے اوپر سوار ہو جائے گا اس وقت وہ کہے گا کہ آپ ڈریے نہیں میں آپ کو جنت کی طرف لے جاؤں گا مومن یہ سن کر اس قدر خوش ہوگا کہ اس خوشی کا اثر چہرہ سے نمایاں ہوگا۔ چہرہ جگمگانے لگیگا اور دل میں کیف و سرور پیدا ہوگا۔ وَلَقّٰهُمْ نَضْرَةً وَّسُرُوْرًا کا یہی مطلب ہے۔

کافروں کی بدانجامی کافر جب قبر سے اٹھے گا تو وہ اپنے سامنے ایک بدہیئت شخص کو دیکھے گا جس کی آنکھیں نیلی اور رنگ اس کافر سے بھی زیادہ سیاہ ہوگا جیسے تاریک رات میں قبر کی تاریکی!! اس کا لباس بھی سیاہ ہوگا اِس کی داڑھیں زمین سے لگی ہوں گی (بڑے بڑے دانت ہونگے) گرج کی طرح گرجتا ہوا آئے گا، اس سے مردار سے بھی بدتر سڑاند آتی ہوگی! کافر اسے دیکھ کر کہے گا کہ تو کون ہے؟ اور اس سے منہ پھیرنا چاہے گا تو وہ کہے گا! اے عدو اللہ! آ میری طرف آ! آج میں تیرے لئے ہوں اور تو میرے لئے ہے! کافر کہے گا! ارے تو غارت ہو! کیا تو کوئی شیطان ہے! وہ کہے گا نہیں! خدا کی قسم میں تیرا عمل بد ہوں، کافر کہے گا کہ مجھ سے کیا چاہتا ہے۔ وہ کہے گا کہ میں تجھ پر سوار ہونا چاہتا ہوں! کافر کہے گا میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں مجھے چھوڑ دے اور مجھے ساری مخلوق کے سامنے رسوا نہ کر! وہ کہے گا خدا کی قسم اس کے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں، مدتوں تک (دنیا میں) تو مجھ پر سوار رہا ہے آج مجھے تجھ پر سوار ہونا ہے یہ کہکر وہ کافر پر سوار ہو جائے گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ آیت :۔ وَهُمْ يَحْمِلُوْنَ اَوْزَارَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِهِمْ اَلَا سَآءَ مَا يَزِرُوْنَ ۝ (کافر اپنی پیٹھوں پر اپنے گناہوں کا بوجھ لادیں گے، آگاہ رہو وہ کیا برا بوجھ اٹھائیں گے) کا یہی مطلب ہے

گوشے ہونگے، ہر ایک گوشہ پر ایک موتی ہوگا جس کی قیمت مشرق و مغرب کے تمام مال و متاع کے برابر ہوگی۔ ہاتھوں میں کنگن ہونگے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں میں سونے کی انگوٹھیاں ہوں گی ان انگوٹھیوں میں رنگ برنگ کے نگینے ہوں گے، اس جنتی کے پاس دس ہزار غلام ہوں گے۔ یہ نہ کبھی بڑے ہوں گے نہ بوڑھے (ہمیشہ امرد رہیں گے) سامنے یاقوت سرخ کا ایک خوان رکھا جائے گا، جس کی لمبائی چوڑائی ایک میل ہوگی، اس خوان میں سونے چاندی کے ستر ہزار برتن ہوں گے اور ہر برتن میں سبز رنگ کا کھانا ہوگا۔ جنتی اگر کوئی لقمہ کسی کھانے کا اٹھائے گا اور اتنی دیر میں کسی دوسرے رنگ کے کھانے کی خواہش پیدا ہوگی تو وہ لقمہ فوراً اسی کھانے کے ذائقے کے مطابق ہو جائے گا۔ جنتی کے سامنے غلمان کھڑے ہوں گے ان کے ہاتھوں میں چاندی کے کوزے اور برتن ہوں گے، ان کے پاس شربت اور پانی بھی ہوگا۔ جنتی چالیس آدمیوں کے کھانے کے برابر کھانا تمام کھانوں میں سے کھائے گا، کھانے سے فراغت کے بعد غلمان اس کو اس کی پسند کا شربت پلائیں گے جب وہ ڈکار لے گا اور جب پانی پی کر اس کو پسینہ آئے گا تو اللہ تعالیٰ کھانے کی خواہش کے ہزار دروازے اس پر کھول دیگا (یعنی تمام کھانا ہضم ہو جائے گا اور پھر شدت کے ساتھ بھوک لگے گی) جو پرندے جنتی کے حضور میں آئیں گے وہ بختی اونٹوں کے برابر ہوں گے یہ پرندے جنتی کے سامنے آکر کھڑے ہو جائیں گے ہر ایک پرندہ دنیا کے ہر گانے سے زیادہ سریلی آواز میں اپنی تعریف بیان کرے گا اور کہے گا اے اللہ کے دوست! آپ مجھے کھالیں! میں ہزاروں تک جنت کے باغوں میں چگتا رہا ہوں اور میں نے فلاں فلاں چشمے کا پانی پیا ہے۔ یہ تمام پرندے بڑی خوش الحانی کے ساتھ گائیں گے، اس وقت جنتی ان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا تو وہ سب سے زیادہ خوش الحان پرندہ کو پسند کرے گا۔ اللہ ہی جانتا ہے کہ یہ خواہش کتنی دیر اس کے دل میں رہے گی کہ وہ پرندہ اس کے خوان پر گر جائے گا، اس کا کچھ حصہ قدید (نمکین خشک کیا ہوا گوشت) بن جائے گا اور بعض شوی یعنی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں بھنا ہوا گوشت ہوگا، جنتی اس میں سے کچھ کھائے گا، اس کے سیر ہو جانے پر وہی پرندہ پہلا جیسا بن کر اسی دروازہ سے نکل کر واپس چلا جائے گا جس سے وہ داخل ہوا تھا۔

جنتی مسہری پر آرام فرما ہوگا اور اس کی بیوی سامنے موجود ہوگی، جنتی کو انتہائی صفائی کے باعث اپنے چہرے کا عکس بیوی کے چہرے میں نظر آئے گا۔ جنتی کے دل میں قربت (مجامعت) کی خواہش پیدا ہوگی تو اس کی طرف نظر اٹھا کر دیکھے گا۔ لیکن حیا کے باعث اس کو اس مقصد سے اپنے پاس بلانے سے شرما جائے گا، بیوی اس کے اس مقصد کو سمجھ جائے گی اور وہ خود اس کے قریب آجائے گی اور کہے گی آپ پر قربان جاؤں! ذرا میری طرف تو دیکھئے آج آپ میرے لئے ہیں اور میں آپ کیلئے، جنتی اس وقت اس سے جماع کرے گا، جماع کے وقت اس میں سو مردوں کی طاقت اور چالیس مردوں کی خواہش جماع ہوگی۔ جماع کے وقت وہ اس بیوی کو باکرہ پائے گا اس کی وجہ سے اس کے دل میں اس کی محبت اور بڑھ جائے گی وہ برابر چالیس دن تک اس سے مجامعت میں مشغول رہے گا، جماع سے فارغ ہوگا تو بیوی کے جسم سے مشک کی خوشبو آئے گی اس خوشبو کے باعث جنتی کے دل میں اس کی محبت اور بڑھ جائے گی؛ اس جنتی کے لئے ایسی چار ہزار آٹھ سو بیویاں ہوں گی، ہر بیوی کے ستر خدمت گار اور لونڈیاں ہوں گی۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ اگر ایک خدمت گار لونڈی کو دنیا میں بھیج دیا جائے تو تمام

ان کے دل کو اغراضِ نفسانیہ سے پاک کر کے حضرت ایوب علیہ السلام کے دل کی طرح کر دے گا اور ان کی زبان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح (عربی) ہو گی، اس کے بعد سب جنتی چل کر جنت کے دروازے پر پہنچیں گے ان سے جنت کے دربان کہیں گے، طِبتُم (تم راضی اور خوش ہو) آپ کے مزاج ٹھیک ہیں جنتی کہیں گے ہاں! ہم راضی اور خوش ہیں، اس وقت دربان کہیں گے کہ آپ ہمیشہ کے لئے جنت کے اندر آجایئے، جنت کے اندر داخل ہونے سے پہلے ہی جنت کے دربان ان کو بشارت دے دیں گے کہ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝ کہ اب وہ کبھی جنت سے نہیں نکلیں گے۔ سب سے اوّل جب جنتی اندر داخل ہو گا اور اعمال لکھنے والے دو فرشتے کراماً کاتبین اس کے ساتھ ہوں گے تو سامنے سے ایک فرشتہ آئے گا جس کے ساتھ سبز یاقوت کی ایک اونٹنی ہو گی جس کی مہار سُرخ یاقوت کی ہو گی، کجاوہ کا اگلا اور پچھلا حصہ موتی اور یاقوت کا ہو گا۔ پالان کے دونوں اطراف سونے اور چاندی کے ہوں گے، اس فرشتہ کے ساتھ ستّر جوڑے ہوں گے۔ جنتی ان جوڑوں کو پہنے گا اس کے سر پر تاج رکھے گا، جنتی کے آگے آگے سیپ میں چھپے ہوئے صاف و شفاف موتی کی طرح دس ہزار غلمان ہوں گے اس وقت فرشتہ کہے گا، اے اللہ کے دوست اس اونٹنی پر سوار ہو جائے یہ آپ کی ہے اور اس طرح آپ کے لئے اور بھی چیزیں ہیں۔ جنتی اس اونٹنی پر سوار ہو جائے گا، اس اونٹنی کے پرندے کی طرح دو بازو ہوں گے اور قدم اس کا منتہائے نظر پر پڑے گا۔

اس کی سواری کے آگے آگے دو فرشتے اور دس ہزار غلمان ہوں گے (یہ دونوں فرشتے وہی دنیا والے کراماً کاتبین ہوں گے) اس طرح اس کی سواری چلتی ہوئی اس کے محلات کے پاس پہنچے گی (وہ اپنے محلات کے پاس پہنچ جائے گا)۔ وہ اپنے محلات کے پاس پہنچکر سواری سے اُتر آئے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔

اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ وَصَفْتُ لَكُمْ فِیْ هٰذِهِ السُّوْرَةِ كَانَ لَكُمْ جَزَآءً لِاَعْمَالِكُمْ وَمِنْ حُسْنِ الثَّوَابِ وَكَانَ سَعْيُكُمْ مَّشْكُوْرًا ۝

یعنی میں نے تمہارے انعام کا صلہ جو کچھ اس سورت میں بیان کیا ہے وہی تمہارا صلہ ہے، بیشک تمہاری مساعی قابل تعریف تھیں تو تم کو اس کے عوض جنت عطا فرمائی۔

کفار سے اس ماہ میں لڑو اور ارشاد فرمایا کہ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ اللہ کی مدد پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

مفسرین حضرات نے اَلدِّيْنِ الْقَيِّمِ کے معنی میں اختلاف کیا ہے۔ مقاتل نے کہا کہ دین قیم دین حق ہے اور دیگر مفسرین نے کہا کہ وہ دین صادق ہے یعنی دین اسلام۔ اور بعض مفسرین نے فرمایا کہ دین قیم وہ ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے۔

لفظ رَجَب کی تحقیق رجب اسم مشتق ہے اور "ترجیب" سے بنا ہے، اہل عرب کے نزدیک ترجیب کے معنی تعظیم کے ہیں، اہل عرب کا ایک محاورہ ہے رَجَبْتُ هٰذَا الشَّهْرَ (میں نے اس مہینے کو عظیم جانا) جب کسی مہینہ کو عظیم و بزرگ بنانا مقصود ہوتا ہے تو یہ جملہ استعمال کرتے ہیں۔ حباب بن منذر بن جموع کا بھی یہی قول ہے وہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوا اس وقت صحابہ کرام بنی ساعدہ کے خیمے میں جمع ہوئے اور امیر کے تقرر میں مہاجرین و انصار کے درمیان اختلاف پیدا ہوا یہ دونوں گروہ (انصار و مہاجرین) مصر تھے کہ ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک تم میں سے ہو، یہ تاریخی واقعہ ہے، حباب بن منذر بن جموع نے اس وقت غضبناک ہو کر تلوار نیام سے نکال لی اور کہا کہ اَنَا جُذَيْلُهَا الْمُحَكَّك وَعُذَيْقُهَا الْمُرَجَّب میں اپنے قبیلہ کی چھگلی (سڈول تراشی ہوئی) لکڑی ہوں اور میں اس قبیلہ کی عظیم کھجور ہوں، مدعا یہ کہ میں اپنی قوم میں عظیم المرتبت ہوں، ان میں میری بات مانی جاتی اور تسلیم کی جاتی ہے۔

لفظ "عُذَيْق" "عَذق" کی تصغیر ہے، عذق اس کھجور کے درخت کو کہتے ہیں جس کے کھجور کے خوشے بڑے بڑے ہوں اور اور اپنے مالک کو خوب کھجوریں دے، کھجور کا درخت جب بڑے بڑے خوشوں کی کثرت سے نیچے کو جھک جاتا ہے تو اس کے ٹوٹ کر گر پڑنے کے ڈر سے اس کے نیچے لکڑی کے ستون لگا دیئے جاتے ہیں رُجَبَہ ان ہی ٹیکیوں (سہاروں) کو کہتے ہیں جو کھجور کے درخت کے آس پاس لگا دی جاتی ہیں جُذَيْل درخت کا تنہ، موٹی لکڑی اور کھجور کا تنہ جس سے خارشی اونٹ اپنے آپ کو رگڑتے تھے۔ بعض کا قول ہے کہ جذل ایک لکڑی ہوتی ہے جو ایک جگہ گاڑ دی جاتی ہے تاکہ سخت بچے اس سے خود کو... کھجائیں، اُن کو پشت خار کا کام دے۔

فراء نے کہا کہ رَجَب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس مہینے میں عرب کھجور کے خوشوں کو سہاروں کے ذریعہ روکتے تھے اور اور شاخوں کے ساتھ پتوں کو بھی باندھ دیتے تھے تاکہ ہوا سے ٹوٹ نہ جائیں چنانچہ جو شخص سارا سال کی نخل بندی یا خوشہ بندی کرتا تھا اس موقع پر کہتا کہ رَجَّبْتُ النَّخْلَةَ ترجیبًا (میں نے کھجور کے ارد گرد سہارے کھڑے کر دیئے۔)

بعض لوگوں کا قول ہے کہ ترجیب کے معنی ہیں کھجور کے درخت کے نیچے ارد گرد کانٹوں کی باڑھ رکھ دینا تاکہ لوگ خرمانہ توڑ سکیں اور خرما محفوظ رہے، یہ باڑ ترجیب کہلاتی ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ ترجیب کے معنی ہیں کھجور کے درخت کو ٹیکیاں لگا کر جھکنے سے روک دینا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ رَجَب کا لفظ عرب کے قول رَجَبْتُ الشَّيْءَ سے ماخوذ ہے یعنی میں نے اسے ڈرایا، رَجَبْتُهٗ رَجْبَةً۔ بعض نے کہا ہے کہ ترجیب آمادہ و تیار کرنے کے معنی میں آتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: اِنَّهٗ لَيُرَجَّبُ فِيْهِ خَيْرٌ كَثِيْرٌ لِشَعْبَانَ (ماہِ رجب

والے مہینے میں قتل و غارت کی اجازت مل جاتی تھی۔ اِنساءٌ کے معنی یہی ہیں یعنی تاخیر، دیر اسی معنیٰ میں اہل عرب کا یہ محاورہ ہے ہے: نَسَاءَ اللّٰہُ فِی اَجَلِہٖ اللہ تعالیٰ نے اس کی موت میں تاخیر کردی۔

رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ماہ رجب کے دو وصف بیان کئے ہیں اور اس کو دو صفتوں سے مقید فرمایا ہے اوّل تو رجب مُضر فرمایا چونکہ قبائل مُضر ماہِ رجب کی بہت زیادہ تعظیم و تکریم کرتے تھے۔ دوسری صفت یہ بیان فرمائی کہ اسے جمادی الثانی و شعبان کے درمیان مقید فرمایا (تاکہ تقدیم و تاخیر کا اندیشہ نہ رہے) تاکہ ماہ محرم کی حرمت کو ماہ صفر سے نہ بدل دیا جائے، اسی لئے حضور نے خصوصیت کے ساتھ رجب مُضر فرمایا اور جمادی و شعبان کے درمیان مقید فرما کر اس کی حرمت کو دوامی اور پختہ فرمادیا۔ (تاکہ اس کو لونڈ کا مہینہ نہ بنایا جاسکے)

بعض نے اس کو رجب مُضر کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ بعض کافروں نے اس مہینے میں کسی قبیلہ کے لئے بددعا کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی بددعا سے اس قبیلے کو تباہ کردیا تھا۔ کہتے ہیں کہ اس مہینے میں ظالموں اور ستمگاروں کے حق میں بددعا قبول ہوجاتی ہے اسی لئے عرب جاہلیت کو جب بددعا کرنا ہوتی تو اس مہینے کا انتظار کرتے اور جب یہ مہینہ آجاتا تو بددعا کرتے اور ان کی بددعا ہمیشہ کامیاب اور مؤثر ہوتی تھی۔

ماہ رجب کو "مُنصِلُ الْاَسِنَّۃ" یعنی نیزوں سے بھالوں کو نکال دینے والا" اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اہل عرب (عرب جاہلیت) اس ماہ میں اس کی عزت و حرمت کے پیش نظر نیزوں سے ان کی بھالوں کو الگ کردیتے اور تلواروں و تیروں کو نیاموں اور ترکشوں میں ڈال دیتے تھے۔

اشتقاق کی مثالیں نَصَلْتُ السَّھْمَ (ثلاثی مجرد) میں نے تیر میں پھل یا پوری لگائی، اَنْصَلْتُ السَّھْمَ (ثلاثی مجرد باب افعال) میں نے تیر سے اس کی بھال الگ کی پس مُنصِل اسم فاعل ہے، باب افعال سے۔

اس ماہ کو شہر اللہ الاصم (اللہ کا خاموش مہینہ) بھی کہتے ہیں۔ وجہ تسمیہ کے بارے میں مروی ہے کہ جب رجب کا چاند دکھائی دیا تو جمعہ کے دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے منبر پر تشریف لاکر خطبہ دیا اور فرمایا: لوگو! سنو!! اللہ کا یہ اصم (بہرا) مہینہ ہے، زکوٰۃ دینے کا مہینہ ہے جس پر قرض ہو وہ قرض ادا کرکے باقی مال کی زکوٰۃ دے، ابن انباری نے کہا کہ حضرت عثمانؓ کے اصم فرمانے کی وجہ یہ تھی کہ عرب ہمیشہ آپس میں جنگ و جدل میں مصروف ہوتے تھے لیکن جب رجب کا مہینہ آتا تو وہ نیزوں کے پھل بالنوں سے الگ کردیتے۔ پس اس مہینے میں نہ ہتھیاروں کی جھنکار سنائی دیتی تھی نہ نیزوں کی کھٹا کھٹ اگر کوئی شخص اپنے باپ کے قاتل کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا اور وہ قاتل رجب کے مہینے میں مل جاتا تو اس سے کچھ تعرض نہ کرتا۔ گویا یہ معلوم ہوتا تھا کہ اس نے قاتل کو دیکھا ہی نہیں اور نہ اس کی اُسے کوئی خبر ملی ہے۔ بعض نے اصم کی وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ اس مہینے میں کسی قوم پر اللہ کا غضب نازل ہونے کی خبر کبھی نہیں سنی گئی، اقوام سابقہ پر اس مہینے کے سوا تمام مہینوں میں اللہ کا غضب نازل ہوا۔

اسی مہینے میں حضرت نوح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کشتی میں سوار ہونے کا حکم دیا چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام

ہے نَسَاءَ اللّٰہُ فِی اَجَلِہٖ (اللہ تعالیٰ نے اس کی موت کو موخر کردیا)

کے امراض سے اور دجّال کے فتنوں سے محفوظ رکھے گا۔ جس نے پانچ روزے رکھے اسے قبر کے عذاب سے بچایا جائے گا جس نے چھ دن کے روزے رکھے تو وہ اپنی قبر سے اس طرح اٹھے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کے چاند کی طرح تاباں و درخشاں ہوگا۔ اور جس نے سات روزے رکھے تو اس کے لئے دوزخ کے ساتوں دروازے بند کر دیئے جائیں گے اور جس نے آٹھ روزے رکھے تو جنت کے آٹھوں دروازے اس کے لئے کھول دیئے جائیں گے اور جس نے نو دن کے روزے رکھے تو وہ اپنی قبر سے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہتا ہوا اٹھے گا۔ اس کا منہ جنت کی طرف ہوگا۔ جو دس روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے پل صراط کے ہر میل پر ایک بستر آرام کے لئے مہیا فرمادے گا، اور جو رجب کے گیارہ روزے رکھے گا قیامت کے دن اس سے افضل اور کوئی اُمتی نظر نہ آئے گا سوائے ایسے شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے زیادہ رجب کے روزے رکھے ہوں، اور جو شخص اس ماہ کے بارہ روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے دو جوڑے پہنائے گا کہ اس کا ایک جوڑا دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے افضل اور بہتر ہوگا۔ اور جو رجب کے تیرہ روزے رکھے گا قیامت کے دن عرش کے سایہ میں اس کے لئے دسترخوان بچھایا جائے گا اور اس سے وہ جو دل چاہے گا کھائے گا جب کہ اور دوسرے لوگ سخت تکالیف میں مبتلا ہوں گے، جس نے رجب کے چودہ روزے رکھے تو قیامت کے دن اللہ اسے وہ چیز عطا کرے گا جو نہ کبھی دیکھی اور نہ اس کے بارے میں آجتک کسی نے سُنا نہ کسی دل میں اس کا خیال گزرا ہوگا، جس نے پندرہ دن کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ موقف (حشر) میں اُسے امن کے ساتھ کھڑے ہونے والوں میں شامل کرے گا جہاں جب کسی مقرب فرشتہ کا گزر ہوگا یا کسی نبی یا رسول کا۔ تو اس سے کہا جائے گا مبارک ہو تو امن والوں میں سے ہے۔ ایک اور روایت میں پندرہ دن سے زائد روزوں کا بھی ذکر آیا ہے، اس طرح پر کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے سولہ دن کے روزے رکھے تو وہ اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنے اور کلام کرنے والوں کی پہلی صف میں ہوگا اور جس نے سترہ دن کے روزے رکھے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے پل صراط کے ہر میل پر ایک آرام گاہ مقرر کرے گا جس میں وہ آرام کرے گا اور جس نے ماہ رجب کے اٹھارہ روزے رکھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبہ میں قیام کرے گا، جس نے اُنیس روزے رکھے تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک ایسا محل مہیا فرمادے گا جو حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے محلات کے روبرو ہوگا اور وہ ان دونوں نبیوں کو سلام نیاز پیش کرے گا وہ دونوں نبی اس کو جواب دیں گے اور جس نے رجب کے مہینے کے بیس روزے رکھے تو آسمان سے ایک منادی ندا دے گا کہ اے اللہ کے بندے! تیرے تمام گناہ معاف کر دیئے گئے، تو بخشدیا گیا۔ اب جسقدر تیری عمر باقی ہے ان میں نیک عمل کر۔

ماہِ رجب کا نام "مطہر" رکھنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ مہینہ اپنے روزہ دار کو گناہوں اور خطاؤں سے پاک کر دیتا ہے، اس سلسلہ میں دوسری روایتوں کے منجملہ ایک روایت وہ ہے جو شیخ امام ہبۃ اللہ بن مبارک سقطی نے حسن بن احمد بن عبداللہ مقری کے حوالے سے اور انھوں نے ہارون بن عنزہ اور انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "رجب کا مہینہ عظمت و بزرگی والا مہینہ ہے جو شخص اس کا ایک روزہ رکھے گا اس کو ایکہزار برس کے روزوں کا ثواب ہوگا اور جو دو روزے رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ...

پر بھروسہ کرتے ہوئے جو آرزو تو کرنا چاہتا ہے کہ وہ پوری ہوگی؛ جو چھ روزے رکھے گا اس کو بھی یہی کچھ ملے گا اور اس کے علاوہ ایسا نور بھی عطا ہوگا جس سے قیامت میں جمع ہونے والے لوگ روشنی حاصل کرینگے اور اس کو امن دامان والے لوگوں کے ساتھ اٹھایا جائے گا یہاں تک کہ وہ بغیر حساب کے پل صراط سے گزر جائے گا نیز والدین کی نافرمانی اور قطع رحمی کے گناہوں سے بھی اس کو معافی دے دی جائے گی، قیامت کے دن رب اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کی پیشی ہوگی تو رب العزت بذات خود اسکی طرف توجہ فرمائے گا۔ جو سات روزے رکھے گا اس کو مندرجہ بالا اجر بھی عطا ہوگا اور مزید براں اور اجر بھی ملے گا، دوزخ کے ساتوں دروازے اس کے اوپر بند کر دیئے جائیں گے، اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ کو اس پر حرام کر دے گا اور جنت کو اس کے لئے واجب فرما دے گا وہ جہاں چاہے قیام کرے اور جو آٹھ روزے رکھے گا اس کے لئے مذکورہ بالا اجر بھی ہوگا اور مزید براں اور اجر بھی ملے گا۔ بہشت کے آٹھوں دروازے اس پر کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے اس دروازے سے داخل ہو، جو نو روزے رکھے گا اس کو اس اجر کے علاوہ اور اجر بھی ملے گا۔ اس کا اعمالنامہ علیین میں اٹھایا جائے گا، قیامت کے دن انبیاء کے ساتھ ہوگا قبر سے نکلتے وقت اس کا چہرہ ایسا تاباں اور نورباش ہوگا کہ تمام اہل جنت کے چہرے جگمگا اٹھیں گے یہاں تک کہ لوگ کہیں گے کہ کیا یہ کوئی برگزیدہ نبی ہے؟ جو درجات اس بندے کو عطا ہوں گے ان میں سب سے کم درجہ یہ ہوگا کہ وہ بغیر حساب دیئے جنت میں داخل ہونے والوں میں سے ہوگا۔ اور جو دس روزے رکھے گا اس کا تو کیا ہی کہنا، وہ ہر طرح تعریف و توصیف کا مستحق ہوگا اس کو دس گنا زائد ثواب ملیگا وہ ان لوگوں میں سے ہوگا جن کی بدیوں کو نیکیوں سے بدل دیا جائے گا وہ اللہ کے مقربین اور اللہ کے لئے عدل و انصاف پر قائم رہنے والوں میں سے ہوگا وہ اس شخص کے مانند ہوگا جس نے ہزار سال تک روزہ دار رہ کر خلوص اور جذبہ کے ساتھ عبادت کی ہو۔

⇐ جس نے بیس دن کے روزے رکھے اس کو بیس گنا ثواب ملیگا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قبہ کے روبرو ہوگا اور وہ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے لوگوں کے برابر خطاکاروں اور گنہگاروں کی شفاعت کرے گا۔

⇐ جو شخص ماہ رجب کے تیس روزے رکھے گا اس کو ان کے ثواب کے علاوہ تیس گنا اور مزید ثواب اور اجر ملے گا ایک منادی آسمان سے ندا کرے گا کہ اے اللہ کے ولی! کرامت عظمیٰ کی آپ کو بشارت ہو، حضور سے دریافت کیا گیا کہ حضور کرامت عظمیٰ کیا ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے وجہ جمیل کی طرف نظر کرنا (دیدار الٰہی سے مشرف ہونا) اور انبیاء، صدیقین اور شہداء کی رفاقت (جو بہت ہی اچھے رفیق ہیں) کرامت عظمیٰ ہے؛ اے ماہ رجب کے روزے رکھنے والے! کل کو جب حجابات اٹھ جائیں گے تو اپنے رب کے اجر عظیم تک پہنچے گا اور پھر تیرے لئے مسرت ہی مسرت ہوگی۔

⇐ مرتے دم اس روزہ دار پر جب موت کا فرشتہ اترے گا تو نزع کے وقت اللہ تعالیٰ حوض فردوس کا شربت اس کو پلائے گا اس طرح موت اس پر اس قدر آسان ہو جاتی ہے کہ اس کی تکلیف اس کو قطعی محسوس نہیں ہوتی۔ قبر میں وہ سیراب رہتا ہے اور قیام محشر میں بھی سیراب رہے گا یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض (حوض کوثر) پر وہ پہنچ جائے گا جب وہ قبر سے اٹھے گا تو ستر ہزار فرشتے، موتی اور یاقوت کی اونٹنیاں، قسم قسم کے زیور اور خلعتیں ساتھ لیکر آئینگے اور اس سے کہیں گے کہ اے اللہ کے دوست اپنے رب کے پاس جلد چلو! جس کی خوشنودی کے لئے تم نے اپنے آپ کو دن بھر

کا مہینہ ہے۔ حضرت موسیٰ بن عمرانؑ نے کہا کہ میں نے حضرت بن مالکؓ سے خود سنا وہ فرمارہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جنت میں ایک نہر ہے جس کا نام رجب ہے اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، جس نے رجب کا ایک دن کا بھی روزہ رکھا اللہ اس کو اس نہر کا پانی پلائے گا۔ حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک محل ہے اس میں صرف وہی داخل ہوگا جس نے رجب کے روزے رکھے ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان کے علاوہ رجب اور شعبان کے سوا کسی اور مہینے کے پورے روزے نہیں رکھے۔ حضرت انسؓ بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ حضور نے ارشاد فرمایا "جس نے ماہ حرام کے تین دنوں کے روزے رکھے یعنی جمعرات، جمعہ اور ہفتہ تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے نوسو سال کی عبادت لکھے گا۔

بعض اصحاب کا منقولہ ہے کہ رجب کا مہینہ ظلم چھوڑنے کے لئے، ماہ شعبان اعمال دین کے عہد کے لئے اور رمضان کا مہینہ صدق و صفا کے لئے ہے، رجب توبہ کا مہینہ ہے، شعبان محبت کا، رمضان قرب الٰہی کا۔ رجب عزت کا مہینہ ہے، شعبان خدمت کا اور رمضان نعمت الٰہی کا۔ رجب ماہ عبادت ہے، شعبان دنیا سے قطع تعلق اور بے نیازی کا اور رمضان کثرت ثواب (اور نیکی میں زیادتی) کا مہینہ ہے۔ رجب ایسا مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نیکیاں دوچند کردیتا ہے، شعبان کے مہینے میں اللہ تعالیٰ برائیوں کو دور کردیتا ہے اور رمضان عطاء اعزاز کا مہینہ ہے۔ رجب نیکیوں میں سب سے آگے بڑھ جانے والے کا مہینہ ہے، شعبان میانہ روی اختیار کرنے والوں کا اور رمضان گناہگاروں کی معافی کا مہینہ ہے

حضرت ذوالنونؒ مصری نے فرمایا کہ رجب آفتوں کو ترک کرنے کے لئے، شعبان عبادت کرنے کے لئے اور رمضان کرامتوں کی عطا کا انتظار کرنے کے لئے ہے، جو آفتوں کو ترک کرے، عبادات بجا نہ لائے اور کرامتوں کا انتظار نہ کرے وہ اہل باطل سے ہے، حضرت ذوالنونؒ نے یہ بھی فرمایا۔ رجب کھیتی بونے کا مہینہ ہے اور شعبان کھیت کو سیراب کرنے اور رمضان کھیتی کاٹنے کا مہینہ ہے، ہر شخص وہی کاٹے گا جو اس نے بویا ہے اور اسی کا بدلہ پائے گا جو اعمال اس نے کئے ہیں پس وہ جس نے کھیتی بوئی نہیں وہ کاٹتے وقت شرمسار ہوگا اور اسی کے ساتھ اس کا انجام برا ہوگا۔

بعض صالحین نے فرمایا کہ سال ایک درخت ہے اور رجب کے ایام اس کے پتے ہیں، شعبان کے ایام اس کے پھل ہیں اور رمضان کے دن میوہ چننے کے دن ہیں۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ رجب کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے معجزات کے ساتھ، شعبان کو شفاعت کے ساتھ اور رمضان کو نیکیاں بڑھانے کے ساتھ، شب قدر کو نزول رحمت کے ساتھ اور یوم عرفہ کو دین کی تکمیل کے ساتھ مخصوص کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (آج میں نے تمہارا دین مکمل کردیا) یہ آیت یوم عرفہ میں نازل ہوئی تھی۔ اسی طرح جمعہ کا دن دعاؤں کے مقبول ہونے کے لئے اور یوم عید کو آتش دوزخ سے رستگاری کے لئے اور مومنوں کی گردنیں (غلامی سے) آزاد کرنے کے لئے مخصوص کردیئے گئے ہیں۔ مازنیؒ نے حضرت امام حسینؓ کا قول نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رجب کے روزے رکھا کرو کیونکہ رجب کے روزے بارگاہ الٰہی کی طرف سے ایک نوید ہے (نازل کردہ) حضرت سلمان فارسیؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ

اِس طرح ہے:

۱۔ ماہِ محرّم کی پہلی رات	۱	۶۔ شعبان کی چودھویں رات	۱
۲۔ عاشورہ کی رات	۱	۷۔ عرفہ کی رات	۱
۳۔ ماہ رجب کی پہلی رات	۱	۸۔ عیدین کی دو راتیں (عید الفطر اور عید الاضحیٰ)	۲
۴۔ رجب کی پندرھویں شب	۱	۹۔ رمضان شریف کے آخری عشرہ کی پانچ طاق راتیں (۲۱-۲۳-۲۵-۲۷-۲۹)	۵
۵۔ رجب کی ستائیسویں رات	۱		

کل ۱۴ راتیں

اسی طرح سال میں انیس دِن ایسے ہیں جن میں عبادت کرنی اور اوراد و وظائف میں مشغول رہنا مستحب ہے یعنی

۱۔ یوم عرفہ	۱	۵۔ عیدین کے دونوں دِن	۲
۲۔ یوم عاشورہ	۱	۶۔ ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن (ایام معلومات)	۱۰
۳۔ شعبان کا پندرھواں دن	۱	۷۔ ایام تشریق، ۱۱، ۱۲، ۱۳ ذی الحجہ۔	۳
۴۔ جمعہ کا دن	۱	(ایام معدودات)	

ان میں سب سے زیادہ تاکید روز جمعہ کی اور ماہ رمضان کی ہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جمعہ کا دِن سلامت رہتا ہے تو دوسرے تمام دن سلامت رہتے ہیں۔ اور جب ماہ رمضان سلامت رہتا ہے تو پورا سال سلامت رہتا ہے، اِس کے بعد تمام دنوں سے زیادہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کی تاکید اور فضیلت ہے، انہی دونوں دونوں میں اللہ کے سامنے بندوں کے اعمال پیش ہونگے۔

ماہ رجب کی ادعیہ ماثورہ

رجب کی پہلی رات میں پڑھی جانے والی دعائیں

مستحب ہے کہ ماہ رجب کی پہلی رات میں نماز سے فارغ ہوکر یہ دعا پڑھے۔

اِلٰهِیْ تَعَرَّضَ لَكَ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ الْمُتَعَرِّضُوْنَ وَ قَصَدَكَ الْقَاصِدُوْنَ وَ اَمَّلَ فَضْلَكَ وَ مَعْرُوْفَكَ الْاٰمِلُوْنَ وَلَكَ فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ نَفَحَاتٌ وَ جَوَائِزُ وَ عَطَایَا وَ مَرَاهِبُ تَمُنُّ بِهَا عَلٰی مَنْ تَشَاءُ مِنْ عِبَادِكَ وَ تَمْنَعُهَا مِمَّنْ لَمْ تَسْبِقْ لَهُ الْعِنَایَةُ مِنْكَ وَ هَا اَنَا عَبْدُكَ الْفَقِیْرُ اِلَیْكَ الْمُؤَمِّلُ فَضْلَكَ وَ.....

الٰہی! اس رات میں بڑھنے والے تیرے حضور میں بڑھے اور تیری طرف قصد کرنے والوں نے قصد کیا، اور طالبوں نے تیری بخشش اور تیرے احسان کی امید رکھی، اس رات میں تیری طرف سے مہربانیاں، عطیے اور بخششیں ہیں۔ تو ہی ان پر احسان کرتا ہے جن کو چاہتا ہے اور جن پر تیری عنایت نہ ہوگی۔ ان سے روک لیگا۔ میں تیرا محتاج بندہ ہوں، تیرے فضل و کرم کا امیدوار ہوں۔

ماہِ رجب کی نمازیں

رجب کے مہینے میں بیس رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ

شیخ امام ہبۃ اللہؒ بن مبارک سقطیؒ نے ہم سے حدیث بیان کی جو چند اسناد سے ان تک پہنچی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! اے سلمانؓ! رجب کا چاند طلوع ہوگیا اگر اس مہینے میں کوئی مومن مرد یا عورت بیس رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص تین بار اور سورہ الکافرون تین بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو محو فرمادیتا ہے اور اس کو اتنا اجر عطا فرمائے گا کہ جیسے اس نے پورے مہینے کے روزے رکھے۔ اور اس کا شمار آئندہ سال تک نماز پڑھنے والوں میں ہوگا۔ (یعنی اس کو سال بھر کی نمازوں کا ثواب ملے گا) اور شہید بدرؓ کے عمل کے برابر اس کے اعمال کو روزانہ بلند سے بلند تر کیا جائے گا اور ہر دن کے روزہ کے عوض سال بھر کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جائے گا اور اس کے ہزار درجے بلند کئے جائیں گے اور اگر اس نے پورے مہینے (ماہ رجب کے) روزے رکھے اور یہی نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ سے بچالیگا اور اس کے لئے جنت واجب کردے گا وہ خداوند دو جہاں کے قرب و جوار میں ہوگا، مجھے اس کی خبر حضرت جبرئیلؑ نے دی ہے، جبرئیلؑ نے کہا تھا کہ یہ آپ کے اور مشرکوں اور منافقوں کے درمیان فرق پیدا کرنے والی نشانی ہے، منافق یہ نماز نہیں پڑھتے ہیں، حضرت سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے بتائیے کہ میں یہ نماز کس طرح پڑھوں!!

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اول ماہ میں دس رکعتیں پڑھو اور ہر رکعت میں سورہ فاتحہ ایک بار، سورہ اخلاص تین بار اور قل یا ایہا الکافرون تین بار اور رجب سلام پھیرو تو ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھو!!

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ اَبَدًا اَبَدًا بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ۝

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا و یگانہ ہے، اس کا کوئی شریک نہیں سب ملک اسی کا ہے، اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے وہ خود ہمیشہ زندہ ہے اسے کبھی موت نہیں آتی، نیکی اسکے ہاتھ میں ہے وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، جسے تو عطا کرتا ہے کوئی اسے روک نہیں سکتا اور جسے تو روک دے اسے کوئی دینے والا نہیں، تیری مرضی کے علاوہ کوئی شخص کوشش کرے تو وہ لاحاصل ہے

حضورؐ نے فرمایا اور دس رکعتیں وسط ماہ میں پڑھو اس طرح کہ ہر رکعت میں الحمد ایک بار، سورہ فاتحہ ایک بار سورہ اخلاص تین بار اور قل یا ایہا الکافرون تین بار، سلام پھیرنے کے بعد ہاتھ اٹھا کر کہو:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یکتا ہے اس کا کوئی شریک نہیں تمام ملک اسی کا ہے، اسی کے لئے تمام ملک ہے، اسی کے لئے

قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا رجب کا مہینہ اللہ کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان کا مہینہ میری اُمت کا مہینہ ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ "اللہ کے مہینے" سے کیا مطلب ہے؟ حضور نے فرمایا اس ماہ میں خاص طور پر مغفرت ہوتی ہے، اس ماہ میں خونریزی سے بچایا گیا ہے، اس مہینے میں اللہ نے اپنے نبیوں کی دعائیں قبول فرمائیں اور اسی ماہ میں اپنے دوستوں کو دشمنوں سے رہائی عطا کی جس نے اس ماہ کے روزے رکھے تو اس نے اللہ تعالیٰ کے ذمہ تین چیزیں واجب کرلیں، تمام گزشتہ گناہوں کی معافی، آئندہ عمر میں ہونے والے گناہوں سے باز داشت اور تیسرے یہ کہ قیامت کے دن (بڑی پیشی کے دن) پیاسے ہونے کا اندیشہ باقی نہیں رہے گا۔ یہ سن کر ایک ضعیف شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ میں (بڑھاپے کے باعث) پورے مہینے کے روزے رکھنے سے عاجز و قاصر ہوں، آپ نے فرمایا اوّل تاریخ، درمیانی تاریخ اور آخری تاریخ کا روزہ رکھ لیا کرو تم کو پورے مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ کیونکہ (اس ماہ میں) ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، مگر رجب کے پہلے جمعہ کی رات سے غافل نہ رہنا کیونکہ یہ رات ایسی ہے کہ فرشتے اس رات کو "لیلۃ الرغائب" (مقاصد کی رات) کہتے ہیں۔ جب اس شب کی اوّل تہائی گزر جاتی ہے تو تمام آسمانوں اور زمینوں میں کوئی فرشتہ ایسا باقی نہیں رہتا جو کعبہ یا اطراف کعبہ میں جمع نہ ہو جائے، اس وقت اللہ تعالیٰ تمام ملائکہ کو اپنے دیدار سے نوازتا ہے اور فرماتا ہے مجھ سے مانگو جو چاہو، فرشتے عرض کرتے ہیں اے رب! ہماری عرض یہ ہے کہ تو رجب کے روزہ داروں کو بخشدے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے انھیں بخش دیا، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے رجب کی پہلی جمعرات کا روزہ رکھا اور اس کی رات (شب جمعہ) میں مغرب و عشاء کی نماز کے درمیان بارہ رکعتیں پڑھیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۃ القدر تین بار اور سورۂ اخلاص بارہ مرتبہ پڑھی اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرا اور نماز سے فارغ ہونے کے بعد ستر بار مجھ پر درود پڑھا اور "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ" پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور سجدے میں ستر مرتبہ "سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِکَۃِ وَالرُّوْحِ" پڑھکر سجدے سے سر اٹھایا اور ستر مرتبہ یہ دعا پڑھی رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ تَجَاوَزْ عَنَّا تَعْلَمُ فَاِنَّکَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْاَعْظَمُ ۝ یہ دعا پڑھ کر پہلے سجدہ کی طرح دوسرا سجدہ کیا اور سجدہ کی حالت میں ہی اللہ سے اپنی مراد مانگی تو اس کی مراد پوری کردی جائے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ جو بندہ پابندی سے یہ نماز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کو معاف فرمادے گا، خواہ وہ سمندر کے جھاگوں، ریت کے ذرّوں کے برابر یا پہاڑوں کے ہم وزن ہوں یا بارش کے قطروں اور درختوں کے پتوں کے برابر گنتی میں ہوں۔ قیامت کے دن اپنے گھر کے (کنبہ کے) سات سو آدمیوں کے حق میں اسکی شفاعت اللہ تعالیٰ قبول فرمائے گا اور جب قبر میں اس کی پہلی رات ہوگی تو اس نماز کا ثواب شگفتہ روی اور فصیح زبان کے ساتھ اس کے سامنے آئے گا اور اس سے کہے گا، اے میرے پیارے! تجھے بشارت ہو یقیناً ہر شدت اور سختی سے تو نجات میں رہے گا، وہ شخص پوچھے گا تو کون ہے؟ میں نے تیرے چہرے سے زیادہ حسین کوئی چہرہ نہیں دیکھا، تمھاری شیریں گفتار سے زیادہ کسی کی گفتار نہیں پائی اور نہ تمھاری خوشبو سے بڑھکر کسی کی میں نے خوشبو سونگھی، وہ جواب دے گا، اے میرے پیارے! میں تیری اس نماز کا ثواب ہوں جسے تو نے فلاں سال فلاں مہینہ میں پڑھا تھا آج میں اس لئے آیا ہوں کہ تیری حاجت پوری کروں

ساتھ اس کو پورا کرے۔ ہم سے شیخ ہتبہ اللہ نے بالاسناد حضرت ابوسعید خدری رضؓ سے روایت بیان کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجب حرمت والے مہینوں میں سے ہے، اس کے تمام دن چھٹے آسمان پر تحریر ہیں اگر کوئی شخص رجب کے کسی دن کا روزہ رکھتا ہے اور اللہ کے خوف سے اپنے روزے کو گناہوں سے محفوظ رکھتا ہے تو وہ روزہ بھی کلام کرتا ہے وہ دن بھی اس سے بولتا ہے اور دونوں اس کے حق میں دعا کرتے ہیں کہ پروردگار!! اس روزہ رکھنے والے کو بخشدے اور اگر کسی کے روزہ کی تکمیل اللہ کے تقویٰ کے ساتھ نہیں ہوتی تو دونوں اس لئے دعائے مغفرت نہیں کرتے اور کہتے ہیں، اے شخص تجھے تیرے نفس نے فریب دیا!

بروایت اعرج حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ جہنم کی آگ کے لئے ڈھال ہے اگر کسی کا روزہ ہو تو وہ جہالت کی حرکتیں نہ کرے اگر اس کو کوئی گالی دے یا اس سے لڑے تو اس کو چاہیئے کہ وہ اس سے کہدے کہ میں روزہ دار ہوں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے روزہ میں جھوٹ بولنا اور جھوٹ پر عمل کرنا نہ چھوڑا تو اس کے کھانا پینا چھوڑ دینے کی اللہ کو کوئی ضرورت نہیں ہے۔ بروایت حسن بصریؒ حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ جہنم کی ڈھال ہے جب تک روزہ دار اس کے ٹکڑے ٹکڑے نہ کردے، کسی نے عرض کیا کہ ڈھال کو کون سی چیز ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتی ہے؟ حضور نے فرمایا جھوٹ اور غیبت!

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ صرف کھانا پینا ترک کردینے سے روزہ نہیں ہوتا بلکہ بیہودہ اور لغویات سے بچنا روزہ ہے۔ شیخ ابونصر محمد بن البناء سے بالاسناد حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پانچ چیزیں روزے کو خراب کردیتی ہیں۔ اور ان ہی پانچ چیزوں سے وضو بھی ناقص ہوجاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) جھوٹ بولنا (۲) چغلی کھانا۔ (۳) غیبت کرنا۔ (۴) شہوت سے کسی عورت یا مرد کو دیکھنا (۵) جھوٹی قسم کھانا

شیخ ابونصرؒ نے بحوالہ ابوعلیؒ بالاسناد حضرت انس بن مالکؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگوں کا گوشت کھاتا رہا (غیبت کرتا رہا) اس کا روزہ نہیں ہے؛ ابونصرؒ نے اپنے والد سے اُن کی اسناد کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت حذیفہؓ بن یمان نے فرمایا کہ جس نے کسی عورت کے عقب سے بھی اس کے کپڑوں کے اوپر نظر جما کر دیکھا اس کا روزہ بیکار ہوگیا؛ (باطل ہوگیا)۔

شیخ ابونصرؒ نے اسناد کے ساتھ روایت کی ہے کہ حضرت جابرؓ بن عبداللہ نے فرمایا جب تم روزہ رکھو تو یاد رکھو کہ تمہارے کانوں، آنکھوں اور زبان کا بھی روزہ جھوٹ بولنے اور حرام چیزوں کے دیکھنے سے ہے، اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دو اور روزے میں وقار اور سنجیدگی کو قائم رکھنا چاہیئے، اپنے روزے کے دن کو بغیر روزے کے دن کی طرح نہ بناؤ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کا روزہ بھوکے پڑے رہنے کے سوا کچھ نہیں؛ بہت سے عبادت گذار اور شب زندہ دار ایسے ہیں جن کی بیداری جاگنے کے سوا کچھ اور نہیں ایسے اعمال

اِفطارِ صوم

روزہ افطار کرنے کی دُعا جب روزے کے اِفطار کا وقت ہو جائے تو افطار سے پہلے یہ دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝

اے اللہ! میں نے تیرے لئے ہی روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے اس کو افطار کرتا ہوں (کھولتا ہوں) تیرے لئے پاکی ہے اور تیرے ہی لئے حمد ہے، ہماری دعا قبول فرما، بیشک تو ہی سننے والا اور جاننے والا ہے!!

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ روزہ کھولتے وقت یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ ۝ (الٰہی میں تجھ سے تیری اس رحمت کے صدقے میں جو تمام چیزوں پر محیط ہے، تجھ سے مغفرت کا طلبگار ہوں)

ابوالعالیہؒ کا قول ہے کہ جو شخص افطار کے وقت یہ دعا پڑھے گا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ عَلَا فَقَھَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَظَرَ فَخَیَّرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَلَکَ فَقَدَرَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یُحْیِی الْمَوْتٰی ۝

تمام تعریفیں اس خدا کو (سزاوار ہیں) جو برتر ہے اور غالب ہے اور حمد اسی خدا کو ہے جس نے دیکھا اور پسند کیا اور حمد اسی خدا کو جو مالک ہے اور قادر ہے اور حمد اسی خدا کو جو مُردے کو زندہ کرتا ہے

تو گناہوں سے ایسا پاک ہو جائے گا جیسے ماں کے پیٹ سے پیدائش کے دن (گناہوں سے پاک و صاف) تھا۔

(حضرت) مصعبؒ بن سعدؒ نے بروایت حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت سعید بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی صحابی کے یہاں روزہ افطار کرتے تو ارشاد فرماتے:۔

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ ۝

روزہ داروں نے تمہارے پاس افطار کیا اور نیکوں نے تمہارا کھانا کھایا اور فرشتوں نے تم پر رحمت بھیجی۔

ماہِ رجب کی برکتیں

ماہِ رجب ایسا مہینہ ہے کہ اس میں دعائیں قبول اور خطائیں معاف ہوتی ہیں اور جس نے اس مہینہ میں گناہ کیا اس پر اس کا دوگنا عذاب کیا جاتا ہے اس سلسلہ میں شیخ ہبتہ اللہ نے بالاسناد حضرت حسینؓ بن علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کی۔ حضرت حسنؓ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم طواف میں مشغول تھے کہ ایک آواز سُنی، کوئی شخص کہہ رہا ہے۔

یَا مَنْ یُّجِیْبُ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّ فِی الظُّلَمِ یَا کَاشِفَ الْکَرْبِ وَالْبَلْوٰی مَعَ السَّقَمِ

اے وہ ذات جو تاریکیوں میں غم زدہ کی دعا قبول کرتا ہے اے وہ ذات جو بیماریوں کے ساتھ غم و بلا دور کرتا ہے

لے وہ ذات پاک جس کی طرف دُور دُور سے حاجی آتے ہیں اور اس بے نیاز اور یکتا ذات کے لطف و کرم کی آس لگاتے ہیں
میری فریاد سُن! منازل (میرا بیٹا) میری نافرمانی سے باز نہیں آتا۔ اے رحمٰن! میرے بیٹے سے میرا حق لے لے، اے پاک
ذات لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ! مجھ پر بخشش کر اور (میری بددعا سے) منازل کا ایک پہلو (بدن کا ایک رُخ) مفلوج کر دے۔
منازل نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور پانی کو چشموں سے نکالا ہے کہ میرے والد ابھی یہیں
تک کہنے پائے تھے کہ میرا ادایاں حصہ (پہلو) مفلوج ہو گیا اور میں ان تختوں کی طرح (بے حس حرکت) ہو کر رہ گیا
جو حرم کے کونوں میں پڑے رہتے ہیں۔ لوگ صبح و شام میرے پاس سے گزرتے تو کہتے یہ وہی ہے جس کے بارے میں اللہ
تعالیٰ نے اس کے باپ کی بددعا قبول فرمالی!

یہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تمہارے باپ نے کیا کیا! منازل نے کہا کہ امیر المومنین میں
نے اپنے باپ کو راضی کر لیا، جب وہ مجھ سے راضی ہو گئے تو میں نے درخواست کی کہ جس جگہ کھڑے ہو کر آپ نے میرے
لئے بددعا کی تھی اسی جگہ کھڑے ہو کر آپ میرے لئے دعا کیجئے، انھوں نے میری درخواست قبول کر لی، ہم روانہ ہو گئے
اثنائے سفر ایک اونٹنی مل گئی، میں نے والد کو اس پر سوار کرا لیا اور ان کو لے چلا، وادی اراک میں جب ہم پہنچے تو
درخت سے ایک پرندہ (پر پھڑ پھڑا کر اس طرح) اُڑا کہ اس کی آواز سے اونٹنی بدک گئی، میرے والد اونٹنی سے گر کر
ہلاک ہو گئے۔

یہ تمام قصہ سُن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں تجھے ایک دعا بتاتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سُنا ہے حضور نے فرمایا تھا کہ ایسا کوئی غم زدہ نہیں جس نے ان الفاظ سے دعا کی اور اللہ نے اس کے غم
دور نہ کر دیئے ہوں اور نہ کوئی ایسا مضطرب ہے جس نے اللہ سے ان الفاظ میں دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے اضطراب
کو ختم نہ فرما دیا ہو۔ منازل نے کہا بہت بہتر (میں ضرور یہ دعا پڑھوں گا)

حضرت حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے منازل کو یہ دعا سکھا دی۔ منازل نے اللہ سے
وہی دعا کی اور اس کو مرض سے نجات مل گئی، چنانچہ وہ ہمارے پاس دوسرے دن صبح کو تندرست ہو کر آیا، میں نے اس سے
پوچھا کہ منازل! تو نے کیا عمل کیا! منازل نے جواب دیا کہ جب تمام لوگ (رات کو) سو گئے تو میں نے وہی دعا تین مرتبہ
پڑھی، غیب سے ندا آئی "تیرے لئے اللہ کافی ہے"، تو نے اسم اعظم کے ساتھ اللہ سے دعا کی ہے۔ اللہ کو جب بھی
اسم اعظم سے پکارا جاتا ہے اللہ تعالیٰ دعا قبول فرما لیتا ہے اور جو چیز اس سے طلب کی جاتی ہے وہ اس کو مل جاتی ہے،
اس کے بعد میری آنکھ لگ گئی، میں خواب میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا میں نے وہ دعا عرض
کی، حضورؐ نے فرمایا میرے ابن عم علیؓ نے سچ کہا ہے، اسی دعا میں وہ اسم اعظم ہے کہ اگر اس کو لے کر اللہ سے دعا کی جائے

لے

یَا مَنْ اِلَیْہِ یَاْتِی الْحُجَّاجُ مِنْ بُعْدٍ	یَرْجُوْنَ لُطْفَ عَزِیْزٍ وَّاحِدٍ صَمَدٍ
ھٰذَا مَنَازِلُ لَا یَرْتَدُّ عَنْ عَقَقِیْ	فَخُذْ بِحَقِّیْ یَا رَحْمٰنُ مِنْ وَلَدِیْ
وَسَلِّ مِنْہُ بِجُوْدٍ مِنْکَ جَانِبَہٗ	یَا مَنْ تَقَدَّسَ لَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَلِدِ

بددعا کے الفاظ

سِهَامُ اللَّيْلِ لَا تُخْطِئُ وَلَكِنْ لَهَا أَمَدٌ وَلِلْأَمَدِ انْقِضَاءُ
رات کے تیر (نالے) خطا نہیں کرتے مگر ان کے لئے ایک وقت ہے اور وقت کو گزرنا ہے

مَجْلِس

ماہِ شعبان کی فضیلت

ماہ شعبان ــــ اور شعبان کی پندرھویں شب

شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد ابوسلمہ سے اور انھوں نے اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماہ شعبان کے روزے اس طرح رکھتے تھے کہ ہم کہتے تھے حضورؐ اب کوئی دن ناغہ نہیں فرمائیں گے اور جب حضورؐ ناغہ فرماتے تھے تو ہم کہتے تھے کہ اب (اس ماہ میں) حضورؐ روزہ نہیں رکھیں گے اور میں نے یہ بھی کبھی نہیں دیکھا کہ سوائے ماہِ رمضان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں اور میں نے یہ بھی نہیں دیکھا کہ حضورؐ نے شعبان سے زیادہ کسی مہینے میں روزے رکھے ہوں (علاوہ رمضان کے) یہ حدیث صحیح ہے اس کو امام بخاری نے بروایت عبداللہ بن یوسف امام مالک سے روایت کی ہے۔

شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح مسلسل روزے رکھتے تھے کہ ہم خیال کرنے لگتے کہ آپ کسی دن کا روزہ نہیں چھوڑیں گے اور جب آپ روزہ دار نہ ہوتے تو ہم خیال کرتے کہ آپ اب روزہ نہیں رکھیں گے، آپ کو شعبان کے روزے بہت زیادہ محبوب تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا سبب ہے کہ آپ ماہ شعبان میں روزے رکھتے ہیں؟ آپ نے فرمایا، عائشہ! یہ ایسا مہینہ ہے کہ سال کے باقی عرصہ میں مرنے والوں کے نام ملک الموت کو لکھ کر اس ماہ میں دیدیئے جاتے ہیں میں چاہتا ہوں کہ میرا نام ایسی حالت میں نقل کر کے دیا جائے کہ میرا روزہ ہو۔

ابو نصرؒ نے اپنے والد محمد کی اسناد سے بروایت عطا بن یسار حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے علاوہ کسی مہینے میں اتنے روزے نہیں رکھتے تھے جتنے ماہ شعبان میں! اس کی وجہ یہ ہے کہ (سال میں) مرنے والوں کے نام زندوں کی فہرست سے نکال کر مُردوں کی فہرست میں شامل کر دیئے جاتے ہیں، آدمی سفر میں ہوتا ہے حالانکہ اس کا نام مرنے والوں کی فہرست میں لکھ لیا جاتا ہے۔

شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب مہینہ شعبان کا تھا چونکہ وہ رمضان سے متصل ہے۔

۱؎ یعنی حضورؐ اس ماہ میں بعض تاریخوں میں روزہ رکھتے تھے اور بعض تاریخوں میں ناغہ کرتے تھے۔
۲؎ ماہ شعبان میں اس طرح مسلسل روزے رکھتے تھے۔

شعبان رسول اللہ کا مہینہ ہے

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "شعبان میرا مہینہ ہے رجب اللہ کا اور رمضان میری اُمت کا، شعبان گناہوں کو دور کرنے والا ہے اور رمضان بالکل پاک کر دینے والا! رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رجب اور رمضان کے درمیان شعبان کا مہینہ ہے لوگ اس کی طرف سے غفلت کرتے ہیں حالانکہ اس ماہ میں بندوں کے اعمال رب العالمین کے حضور پیش کیے جاتے ہیں اس لئے میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال اللہ کے حضور میں اس طرح پیش ہوں کہ میرا روزہ ہو،

حضرت انسؓ بن مالکؓ سے مروی ہے کہ حضور اقدس نے فرمایا رجب کا شرف اور فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے دوسرے کلاموں پر قرآن مجید کی فضیلت اور تمام مہینوں پر شعبان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام انبیاء پر میری فضیلت ہے اور دوسرے مہینوں پر رمضان کی فضیلت ایسی ہے جیسے تمام کائنات پر اللہ کی فضیلت!!

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب جب شعبان کا چاند دیکھ لیتے تو کلام مجید کی تلاوت میں منہمک اور محو ہو جاتے! اور مسلمان اپنے اموال کی زکوٰۃ نکالتے تاکہ مسکین اور غریب مسلمانوں میں بھی روزے رکھنے کی سکت پیدا ہو جائے۔ حکام قیدیوں کو طلب کرتے جس پر حد قائم ہونا ہوتی اس پر حد قائم کرتے باقی مجرموں کو آزاد کر دیتے، تاجر اپنے قرضے ادا کر دیتے، دوسروں سے اپنا قرض وصول کر لیتے اور جب رمضان کا چاند اُن کو نظر آجاتا تو (دنیا کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر) اعتکاف میں بیٹھ جاتے۔

ماہ شعبان کے فضائل

لفظ شعبان کی تحقیق

شعبان میں پانچ حروف ہیں۔ شؔ شرف کا ہے، عؔ علو کا، بؔ برؔ (احسان اور بھلائی) کا آؔ الفت کا اور نؔ نور کا ہے، اس مہینے میں یہ پانچوں حروف بارگاہ الٰہی سے بندے کے لئے مخصوص ہوتے ہیں اس ماہ میں نیکیوں کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، برکتوں کا نزول ہوتا ہے، خطاؤں کو... معاف کیا جاتا ہے، رسول اللہ پر درود کی کثرت کی جاتی ہے (کثرت سے آپ پر درود بھیجا جاتا ہے) درود بھیجنے کا یہ خاص مہینہ ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود بھیجتے ہیں اے ایمان والو! تم بھی اُن پر درود و سلام بھیجو۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی رحمت کے ہیں، ملائکہ کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی مدد، نصرت اور استغفار کے اور مومنوں کی طرف سے صلوٰۃ کے معنی ہیں دعا اور ثناء کے۔ مجاہد کا قول ہے کہ صلوٰۃ کے معنی اللہ کی طرف سے توفیق و رحمت کے ہیں، فرشتوں کی جانب سے مدد و نصرت کے اور مسلمانوں کی طرف سے پیروی کرنے اور عزت و احترام پہنچانے کے ہیں۔

ہے خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہوں۔

اسی طرح پانی کو بھی برکت والی چیزوں میں فرمایا ہے وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُبٰرَكًا، ہم نے اوپر سے برکت والا پانی نازل کیا، یہ پانی ہی کی برکت ہے کہ چیزیں اس سے زندہ ہیں جیسا کہ ارشاد ربانی ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ (ہم نے سب چیزوں کو پانی سے زندہ کیا ہے پھر بھی تم ایمان نہیں لاتے) کہا گیا ہے کہ پانی میں دس خوبیاں ہیں، یعنی (۱) رقت (پتلاپن) (۲) نرمی (۳) طاقت (۴) پاکیزگی (۵) صفائی (۶) حرکت (۷) تری (۸) خنکی (۹) تواضع (۱۰) زندگی۔ یہ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ نے دانشمند مومن کو بھی عطا فرمائی ہیں دل میں نرمی بھی ہے اور رقت بھی۔ طاعت و بندگی کی طاقت بھی ہے اور لطافت نفس بھی۔ عمل کی صفائی بھی ہے اور بھلائی کی طرف حرکت بھی ہے، آنکھوں میں تری۔ گناہوں سے افسردگی، مخلوق سے تواضع بھی ہے اور حق بات سننے سے زندگی بھی!

پانی کی طرح اللہ تعالیٰ نے زیتون کو بھی مبارک فرمایا ہے، ارشاد ربانی ہے شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ (برکت والے زیتون کے درخت سے) یہی وہ پہلا درخت ہے جس کا پھل حضرت آدم علیہ السلام نے اُتارنے جانے کے بعد سب سے پہلے کھایا اس میں غذا بھی ہے اور روشنی بخشنے والا تیل بھی، اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں ارشاد فرمایا وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ یہ درخت کھانے کا کام دیتا ہے (کھانے والوں کے لئے سالن ہے) یہ بھی کہا گیا ہے کہ شجرہ مبارکہ سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد قرآن کریم ہے، یا ایمان ہے یا مومن کا وہ نفس مطمئنہ ہے جو نیکی کا حکم کرنے والا ہے اور ممنوعات سے بچنے والا اور قضاء و قدر کو قبول کرنے والا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو کچھ لکھا اور حکم فرمایا وہ اس کی موافقت کرنے والا ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بھی اللہ تعالیٰ نے مبارک نام رکھا۔ حضرت عیسیٰ کا قول نقل فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَجَعَلَنِيْ مُبٰرَكًا اَيْنَ مَا كُنْتُ! (اور مجھے برکت والا بنایا کیا جہاں کہیں بھی میں ہوں)

یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کی برکت تھی کہ حضرت کی والدہ مریم علیہا السلام کے لئے اللہ تعالیٰ نے کھجور کے خشک درخت میں پھل پیدا کر دیئے تھے اور نیچے چشمہ رواں فرما دیا تھا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:۔

فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِيْ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ	درخت کے نیچے سے مریم کو (ہم نے) پکارا کہ غمگین نہ ہو تیرے رب نے
سَرِيًّا وَهُزِّيْٓ اِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَيْكِ	تیرے نیچے چشمہ جاری کر دیا ہے اور کھجور کے درخت کے تنے کو ہلا تیرے
رُطَبًا جَنِيًّا فَكُلِيْ وَاشْرَبِيْ وَقَرِّيْ عَيْنًا ۝	اوپر پکے پھل گریں گے بس کھا پی اور بچہ کے دیدار سے آنکھیں ٹھنڈی کر

مادر زاد نابینا اور کوڑھیوں کو تندرست کر دینا، دعا سے مُردوں کو زندہ کر دینا اور دوسرے معجزات بھی عیسیٰ علیہ السلام کی برکتوں میں سے ہیں، کعبہ شریف کو بھی مبارک فرمایا گیا ہے۔

اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ	بیشک سب سے پہلا گھر جو لوگوں کی عبادت کے لئے قائم
بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا ۝	کیا گیا وہ گھر ہے جو مکہ میں ہے برکتوں والا ہے۔

یہ کعبہ ہی کی برکت ہے کہ جو کوئی اس میں داخل ہوا اس پر گناہوں کا کتنا ہی بوجھ کیوں نہ ہو جب وہ اس (گھر)

مِنْ نَقْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ ۝

کا طالب ہوں، تیرے عذاب سے امن میں رہنے کے لئے تجھ ہی سے درخواست کرتا ہوں، تیری حمد و ثنا کوئی بیان نہیں کر سکتا تو نے آپ اپنی ثنا کی ہے تو ہی آپ اپنی ثنا کر سکتا ہے اور کوئی نہیں کر سکتا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ صبح تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت میں مصروف رہے کبھی آپ کھڑے ہو جاتے اور کبھی بیٹھ کر عبادت فرماتے یہاں تک کہ آپ کے پائے مبارک متورم ہو گئے، میں آپ کے پاؤں کو دباتے ہوئے کہنے لگی، میرے ماں باپ آپ پر قربان! کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے پچھلے تمام گناہ معاف نہیں کر دیئے ہیں، کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ ایسا (کرم) نہیں کیا اور آپ پر (لطف و کرم) نہیں کیا؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ! کیا میں خدا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟ تمھیں معلوم ہے یہ رات کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا آپ فرمائیں یہ رات کیسی ہے؟ حضورؐ نے فرمایا اس رات میں سال بھر میں پیدا ہونے والے ہر بچے کا نام لکھا جاتا ہے اور اسی کے ساتھ ہر مرنے والے کا نام بھی لکھا جاتا ہے اسی رات مخلوق کا رزق تقسیم ہوتا ہے، اسی رات ان کے اعمال و افعال اٹھائے جاتے ہیں۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو؟ آپ نے فرمایا کوئی شخص بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہیں ہوگا، میں نے عرض کیا "کیا آپ بھی؟" آپ نے فرمایا ہاں میں بھی مگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیا ہے، اس کے بعد حضورؐ نے اپنا دست مبارک چہرے اور سر پر پھیرا۔

شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! عائشہؓ یہ کونسی رات ہے؟ انھوں نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ہی بخوبی واقف ہیں، حضورؐ نے فرمایا یہ نصف شعبان کی رات ہے اس رات میں دنیا کے اعمال، بندوں کے اعمال اوپر اٹھائے جاتے ہیں (ان کی پیشی بارگاہ رَبُّ العِزَّت میں ہوتی ہے)۔ اللہ تعالیٰ اس رات بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کو دوزخ سے آزاد کرتا ہے تو کیا تم آج کی رات مجھے عبادت کی آزادی دیتی ہو؟ میں نے عرض کیا ضرور! پھر آپ نے نماز پڑھی اور قیام میں تخفیف کی، سورہ فاتحہ اور ایک چھوٹی سورت پڑھی، پھر آدھی رات تک آپ سجدے میں رہے پھر کھڑے ہو کر دوسری رکعت پڑھی اور پہلی رکعت کی طرح اس میں قرأت فرمائی (چھوٹی سورت پڑھی) اور پھر آپ سجدے میں چلے گئے، یہ سجدہ فجر تک رہا، میں دیکھتی رہی مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی روح (مبارک) قبض فرمالی ہے پھر جب میرا انتظار طویل ہوا (بہت دیر ہو گئی) تو میں آپ کے قریب پہنچی اور میں نے حضور کے تلوؤں کو چھوا تو حضورؐ نے حرکت فرمائی، میں نے خود سنا کہ حضور سجدے کی حالت میں یہ الفاظ ادا فرما رہے تھے

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرَحْمَتِكَ مِنْ نِعْمَتِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ جَلَّ ثَنَاؤُكَ لَآ اُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ

الٰہی میں تیرے عذاب سے تیری عفو اور بخشش کی پناہ میں آتا ہے تیرے قہر سے تیری رضا کی پناہ میں آتا ہوں۔ تجھ سے ہی پناہ چاہتا ہوں، تیری ذات بزرگ ہے، میں تیری شایانِ شان

ے بیحد و بے شمار سے مراد ہے۔

وہ جادوگر نہ ہو، کاہن نہ ہو، اور سود خوار نہ ہو، زانی نہ ہو، عادی شرابی نہ ہو، ان لوگوں کی اللہ تعالیٰ اس وقت تک بخشش نہیں فرماتا جب تک وہ توبہ نہ کرلیں۔ پھر جب رات کا چوتھائی حصہ گزر گیا تو جبرئیل (علیہ السلام) پھر آئے اور کہا یا رسول اللہ! اپنا سر مبارک اٹھائیے! آپ نے ایسا ہی کیا، آپ نے دیکھا کہ جنت کے دروازے کھلے ہیں اور پہلے دروازے پر ایک فرشتہ پکار رہا ہے، خوشی ہو اس شخص کے لئے جس نے رات کو رکوع کیا، دوسرے دروازہ پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا ہے! خوشی ہو اس کے لئے جس نے اس رات میں سجدہ کیا! تیسرے دروازہ پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا تھا! خوشی ہو اس کے لئے جس نے اس رات دعا کی، چوتھے دروازے پر ایک اور فرشتہ ندا دے رہا تھا! خوشی ہو اس رات میں ان لوگوں کو جو ذکر کرنیوالے ہیں، پانچویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا خوشی ہو اس کے لئے جو اللہ کے خوف سے اس رات میں رویا، چھٹے دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا اس رات میں تمام مسلمانوں کے لئے خوشی ہو، ساتویں دروازے پر فرشتہ ندا دے رہا تھا کیا ہے کوئی مانگنے والا کہ اس کی آرزو اور طلب پوری کی جائے! آٹھویں دروازے پر فرشتہ پکار رہا تھا کیا کوئی معافی کا طلبگار ہے کہ اس کے گناہ معاف کئے جائیں، حضور فرماتے ہیں کہ میں نے کہا کہ جبرئیلؑ یہ دروازے کب تک کھلے رہیں گے؟ جبرئیلؑ نے کہا کہ اول شب سے طلوع فجر تک! اس کے بعد جبرئیلؑ نے کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس رات میں دوزخ سے رہائی پانے والی کی تعداد بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کے برابر ہوگی۔

شب برأت کی وجہ تسمیہ

دو برأتیں

اس رات کو شب برأت اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس رات میں دو بیزاریاں ہیں۔ (۱) بدبخت لوگ اللہ تعالیٰ سے بیزار ہوتے ہیں اور دور ہو جاتے ہیں اور اولیاء اللہ ذلت اور گمراہی سے دور ہو جاتے ہیں۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب نصف شعبان کی رات ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر نظر فرماتا ہے (متوجہ ہوتا ہے) مومنوں کو تو بخش دیتا ہے اور کافروں کو اور ڈھیل دے دیتا ہے اور کینہ رکھنے والوں کو اس وقت تک چھوڑے رکھتا ہے جب تک وہ کینہ پروری سے باز نہ آجائیں۔ روایت ہے کہ فرشتوں کے لئے آسمان میں دو رأتیں عید کی ہیں جس طرح زمین پر مسلمانوں کے لئے دو دن عید کے ہیں، فرشتوں کی عید کی راتیں ہیں شب برأت اور شب قدر۔ مسلمانوں کی عیدوں کے دن ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ فرشتوں کی عیدیں رات میں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ وہ سوتے نہیں ہیں۔ مسلمانوں کی عیدیں دن میں اس لئے رکھی گئی ہیں کہ وہ سوتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا ہے کہ اس میں حکمت الٰہی یہ ہے کہ شب برأت کو تو ظاہر فرما دیا اور شب قدر کو پوشیدہ رکھا، شب قدر رحمت و بخشش اور جہنم سے آزادی کی رات ہے اسے اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ اسی لئے رکھا کہ لوگ اسی پر تکیہ نہ کرلیں اور اعمال صالح سے غافل ہو جائیں شب برأت کو اس لئے ظاہر کر دیا کہ یہ رات حکم و فیصلہ کی رات ہے اور خوشی و الم کی رات ہے، رد و قبول کی رات ہے، رسائی اور نارسائی کی رات ہے (وصل و اعراض سے مراد ہے) خوش نصیبی اور بدبختی کی رات ہے، حصول شرف اور اندیشۂ عذاب

باب ۱۳

هُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجلس

رمضان المبارک کے فضائل

میں

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۝

اے ایمان والو! تم پر روزے (اسی طرح) فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر تاکہ تم متقی بنو۔

حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ جب تم سنو کہ اللہ تعالیٰ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا فرما رہا ہے تو اپنے کانوں کو اس کی سماعت کے لیے خالی کر دو (ہمہ تن گوش بنجاؤ) اس کے بعد جو ارشاد ہونے والا ہے اس میں یا تو حکم ہوگا جس کو بجالانا ہوگا یا ممانعت ہوگی جس سے اجتناب ضروری ہوگا۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ وہ لذت جو خطاب ندا سے حاصل ہوتی ہے وہ عبادت کی مشقت اور کلفت کو دور کر دیتی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا۔ اس میں "یا" حرف ندا ہے، عالم (ذات باری) کی طرف سے اس حرف کے ذریعہ ندا کیا گیا ہے "ای" وہ اسم ندا ہے جو منادیٰ معلوم کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ھا حرف تنبیہ ہے منادیٰ کو (اس تنبیہ سے) ندا کی طرف متوجہ کیا گیا ہے۔ الَّذِي (اسم موصول ہے) اور اس کے ذریعہ محبت قدیمہ اور معرفت سابقہ کی طرف اشارہ کیا گیا ہے اور آمَنُوا میں اس باطنی حالت کی طرف اشارہ ہے جو پکارنے والے اور جس کو پکارا گیا ہے دونوں کے درمیان ایک راز کی طرح پوشیدہ ہے (جیسے کوئی کہے اے وہ شخص جو میرے باطنی راز سے واقف ہے اور وہ اسے جانتا ہو)

كُتِبَ عَلَيْكُمُ یعنی تم پر فرض کیے گئے الصِّيَام روزہ رکھنا یہ مصدر ہے جیسے تم کہو صُمْتُ صِيَامًا اور صُمْتُ قِيَامًا۔ اصل لغت میں صِيَام کے معنی ہیں رک جانا، جیسے صَامَتِ الرِّيحُ (ہوا رک گئی) صَامَتِ الْخَيْلُ (گھوڑے دوڑنے سے رک گئے) صَامَ النَّهَارُ (دن ٹھہر گیا، دوپہر ہو گئی) یعنی جب سورج آسمان کے بیچ میں پہنچ جاتا ہے تو ٹھہر جاتا ہے اور سیر سے رک جاتا ہے، صَامَ الرَّجُلُ، مرد بات کرنے سے رک گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا (حضرت مریم کا قول) إِنِّي نَذَرْتُ لِلرَّحْمَٰنِ صَوْمًا میں نے آج خاموش رہنے کی اللہ سے منت مانی ہے۔ شریعت میں روزہ کے معنی ہیں انسان کا کھانے پینے اور جماع سے باز رہنا اور گناہوں سے رک جانا۔

كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ — یعنی دوسرے انبیاء اور ان کی امتوں پر جیسے روزہ رکھنا فرض کیا گیا تھا۔ سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام پر روزہ فرض ہوا۔ عبدالملکؒ نے ان کے والد ہارون بن عنترہ نے بالاضاد حضرت علیؓ

میں نہیں رکھوں گا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری طرح نصاریٰ پر بھی ماہ رمضان کے روزے فرض کیے گئے تھے تو انھوں نے ان روزوں کو موسم بہار میں کر دیا یعنی رمضان کو دوسرے موسم سے تبدیل کر لیا کیونکہ گرمی کے زمانے میں تو یہ گن کر تیس روزے رکھ لیا کرتے تھے، ان کے بعد جب دوسرے لوگ آئے (دوسری نسل) تو ان کو اپنی طاقت پر بڑا اعتماد تھا اس لئے انھوں نے رمضان سے پہلے ایک یا دو دن کے روزے رکھنا شروع کر دیئے اس طرح ان کے بعد آنے والوں نے بھی اگلے لوگوں کی پیروی میں ایک ایک دو دو روزوں کا اضافہ کرنا شروع کیا یہاں تک کہ پورے پچاس دن کے کر لیے۔
آیت کَمَا کُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ کا مطلب یہی ہے اور لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے معنی ہیں کہ تم کھانے پینے اور جماع سے (ان ایام میں) باز رہو۔

مفسرین کرام کا ارشاد ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لے آئے تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور عام مسلمانوں پر عاشورہ کے دن کا اور ہر مہینے میں تین دن کے روزے فرض کیے جنگ بدر سے ایک ماہ اور چند روز قبل رمضان کے روزوں کی فرضیت کا حکم نازل ہوا جس سے مذکورہ روزے منسوخ ہو گئے، حق تعالیٰ کے ارشاد أَيَّامًا مَّعْدُودَاتٍ (گنتی کے دن ہیں) سے یہی ماہ رمضان کے ۲۹، یا ۳۰ دن مراد ہیں۔

سعید بن عمرو بن سعید بن العاصؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اور میری اُمت اُمّی ہے، ہم نہ حساب کر سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں کہ مہینہ اتنا، اتنا یا اتنا ہے حضور نے دست مبارک کی تمام انگلیاں کھول کر سامنے بتایا کہ مہینہ اتنا، اتنا اور اتنا ہوتا ہے (یعنی ۳۰ دن کا)۔

شہر کے معنی مہینے کے ہیں یہ لفظ شہرت سے بنا ہے اور اس کے معنی ہیں مشہور ہونا اور سفیدی، طلوع اور اونچا کرنا چنانچہ کہتے ہیں شَهَرْتُ السَّيْفَ میں نے تلوار نیام سے نکال لی اور اونچی کی۔ شَهَرَ الْهِلَالُ پہلی تاریخ کا چاند نکل آیا۔

لفظ رمضان کی تشریح و تحقیق

لفظ رمضان کی تحقیق و تشریح میں علماء کا اختلاف ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ رمضان اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام ہے اور "شہر رمضان" کہا جاتا ہے (یعنی اللہ کا مہینہ) جب کہ رجب کے لئے "شَهْرُ الْأَصَمِّ" کہا گیا یہ حضرت عبداللہ کا قول ہے۔

حضرت امام جعفر صادقؒ نے بالاسناد اپنے اجداد سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان اللہ کا مہینہ ہے۔ حضرت انس بن مالکؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لفظ "رمضان" نہ کہو بلکہ اس کو نسبت کے ساتھ کہو جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس کی نسبت فرمائی ہے اور شہر رمضان (ماہِ رمضان) کہا ہے
الجمحی نے ابو عمر بن السعد کا قول نقل کیا ہے کہ رمضان کی وجہ تسمیہ ہے کہ اس مہینے میں اونٹ کے بچے گرمی کی وجہ سے جھلس جاتے ہیں۔

بعض اصحاب کا خیال ہے کہ چونکہ اس ماہ میں گرمی کی وجہ سے پتھر تپنے لگتے ہیں اور رمضاء گرم پتھر کو کہتے ہیں اس لئے اس کو رمضان کہنے لگے، ایک قول یہ بھی ہے کہ چونکہ اس ماہ میں گناہ جلا دیئے جاتے ہیں یا رمضان گناہوں کو جلا دیتا ہے اس لئے رمضان کہا گیا، "رمض" کے معنی ہیں جلانا، اصمعیؒ اور بعض دوسرے وہ لوگ جنھوں نے گرمی کی شدت وجہ تسمیہ بتائی ہے شاید

شہاب بن طارق نے بروایت حضرت ابوذر غفاریؓ بیان کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ماہ رمضان المبارک کی تین راتوں میں صحیفے نازل کئے گئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر توریت ماہ رمضان کے جمعہ کی راتوں میں نازل ہوئی۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر زبور ماہ رمضان کی اٹھارویں شب کو اتری۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل ماہ رمضان کی تیرہ تاریخ کو نازل ہوئی اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید رمضان المبارک کی چوبیسویں تاریخ کو اترا۔

اس کے بعد (یعنی نزول قرآن کے مہینے کی تصریح کے بعد) اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی صفت بیان فرمائی کہ وہ ھُدًی لِّلنَّاسِ ہے (لوگوں کو گمراہی سے نکالنے والا ہے) وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْھُدٰی وَالْفُرْقَانِ ۔ یعنی حلال و حرام اور احکام کی روشن دلیلیں ہیں اور وہ حق و باطل کے درمیان فرق کر دینے والا ہے۔

ماہ رمضان کے فضائل و خصائص

ابو نصرؒ نے بالاسناد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ شعبان کے آخری دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا، آپ نے فرمایا ــــ "اے لوگو! ایک عظیم المرتبت اور برکتوں والا مہینہ سایہ فگن ہو رہا ہے جس میں ایک رات ایسی ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مہینہ کے روزے فرض کئے ہیں۔ اور اس مہینے کی راتوں میں عبادت کو افضل قرار دیا ہے۔ جس شخص نے اس مہینے میں ایک نیکی کی یا ایک فرض ادا کیا اس کا اجر اس شخص کی طرح ہوگا جس نے کسی دوسرے مہینے میں ۷۰ فرض ادا کئے۔ یہ مہینہ صبر کا ہے اور صبر کا صلہ جنت ہے، یہ مہینہ نیکی پہنچانے کا ہے۔ اس مہینے میں مومن کی روزی میں اضافہ کیا جاتا ہے۔ جس شخص نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا اس کے گناہ بخش دیئے گئے اس کی گردن آتش دوزخ سے آزاد کی جائے گی اور روزہ دار کے روزے کا ثواب کم کئے بغیر افطار کرانے والے کو بھی روزے دار کی برابر ثواب ملے گا"۔

صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ ہم میں سے ہر ایک کی استطاعت اتنی نہیں ہے کہ افطار کرائے! حضور نے فرمایا، اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو اجر مرحمت فرمائیگا جس نے ایک کھجور یا ایک گھونٹ دودھ یا ایک گھونٹ پانی سے بھی روزہ کھلوایا۔ یہ مہینہ ایسا ہے کہ اس کا اول حصہ رحمت ہے، درمیانی (حصہ) مغفرت ہے اور آخری (حصہ) دوزخ سے آزادی ہے، پس جس نے اس مہینے میں اپنے غلام پر آسانی کی اللہ تعالیٰ اسے بخش دے گا اور جہنم سے آزادی عطا فرمائے گا پس اس مہینے میں یہ چار باتیں زیادہ سے زیادہ ... کرنا چاہیئے، ان میں سے دو باتیں ایسی ہیں جن سے تم اپنے رب کو راضی کر سکتے ہو اول یہ کہ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، دوم اپنے رب سے مغفرت طلب کرنا۔ دو باتیں وہ ہیں جن کی تم کو ضرورت ہے، وہ یہ ہیں اول یہ کہ اللہ تعالیٰ سے جنت کی طلب کرو، دوم اللہ تعالیٰ سے جہنم سے نجات (پناہ) مانگو، جس نے اس مہینے میں کسی کو شکم سیر کر کے کھلایا اللہ تعالیٰ اس کو میرے حوض (کوثر) سے ایک گھونٹ پلائے گا اور پھر کبھی اسے پیاس نہیں محسوس ہوگی۔

کلبیؒ نے ابو مضرؒ سے اور ابو نضرؒ نے حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

رمضان کے استقبال کے لئے جنت ایک سال سے دوسرے سال تک (یعنی تمام سال) مزین و آراستہ کی جاتی ہے پھر جب ماہ رمضان کی پہلی شب آتی ہے تو عرش کے نیچے سے ایک ہوا چلتی ہے جس کا نام مثیرہ ہے، یہ ہوا جنت کے درختوں کے پتوں اور کواڑوں کی زنجیروں سے مس ہوتی ہے اور ان کو ہلاتی ہے، اس ہوا کے لگنے سے ایسی آواز پیدا ہوتی ہے کہ اس سے اچھی آواز سننے والوں نے کبھی نہیں سنی ہوگی، پھر حوریں آراستہ ہو کر جنت کے غرفوں (چھروکوں) میں آکر کھڑی ہو جاتی ہیں اور آواز دیتی ہیں کہ کیا کوئی ہے جو ہم کو اللہ سے مانگ لے اور اللہ تعالیٰ اس کا نکاح ہم سے کر دے پھر وہ رضوان جنت سے کہتی ہیں آج کی رات کیسی ہے! رضوان جواب دیتا ہے اے جمیل حسینو! یہ ماہ رمضان کی پہلی رات ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت میں سے روزہ داروں کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے گئے ہیں اے مالک (داروغہ جہنم) امت محمدیہ کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دے، اے جبرئیل! زمین پر جاؤ اور شیاطین کو مقید کر دو! ان کو زنجیروں سے جکڑ دو، ان کو سمندر کے گردابوں میں پھینک دو تاکہ میرے حبیب محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی امت کے روزوں کو خراب نہ کریں۔ حضور والا نے ارشاد فرمایا کہ ماہ رمضان کی ہر رات میں اللہ تعالیٰ تین مرتبہ فرماتا ہے کیا کوئی مانگنے والا ہے کہ میں اس کا سوال پورا کروں؟ کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں! کیا کوئی مغفرت کا طالب ہے کہ میں اس کو بخشدوں، کوئی ہے جو ایسے غنی کو قرض دے جو نادار نہیں ہے اور پورا بدلہ دینے والا ہے اور وہ کسی کی حق تلفی کرنے والا نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان میں ہر روز افطار کے وقت ہزاروں دوزخی دوزخ سے آزاد کر دیئے جاتے ہیں حالانکہ ان میں سے ہر ایک عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جب جمعہ کا دن اور جمعہ کی شب آتی ہے تو لاکھوں دوزخی دوزخ سے آزاد ہو جاتے ہیں جن میں سے ہر ایک عذاب کا سزاوار ہوتا ہے۔ جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اول تاریخ سے آخر تاریخ تک مجموعی طور پر جتنے افراد دوزخ سے آزادی پا چکے ہیں ان کی تعداد کے برابر (اس آخری روز) آزاد کئے جاتے ہیں۔

شب قدر

شب قدر کو اللہ تعالیٰ جبرئیل کو حکم دیتا ہے، حضرت جبرئیل حسب الحکم فرشتوں کی جماعت کے ساتھ زمین پر اترتے ہیں ان کے ساتھ ایک سبز پرچم ہوتا ہے اس کو وہ خانہ کعبہ کی چھت پر گاڑ دیتے ہیں اور وہ اپنے چھ سو پر پھیلا دیتے ہیں جو مشرق سے مغرب تک پھیل کر نکل جاتے ہیں۔ یہ پرچم لیلۃ القدر کے علاوہ نہیں لہرایا جاتا۔ جبرئیلؑ فرشتوں کو حکم دیتے ہیں کہ امت محمدیہ میں پھیل جاؤ۔ فرشتے ہر نمازی عبادت گذار اور ذکر الٰہی کرنے والے کو سلام کرتے ہیں ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور دعا کے وقت ان کے ساتھ آمین کہتے ہیں یہ حالت صبح تک قائم رہتی ہے اس کے بعد جبرئیل (علیہ السلام) اعلان کرتے ہیں کہ اے اللہ کے لشکریو! واپسی کے لئے کوچ کرو اس وقت وہ فرشتے کہتے ہیں اے جبرئیل (علیہ السلام) تم نے امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حاجتوں کے بارے میں کیا کیا؟ جبرئیلؑ جواب دیتے ہیں اللہ نے ان پر رحمت کی نظر فرمائی ان کو معاف کر دیا اور بخش دیا بجز چار قسم کے لوگوں کے جو یہ ہیں۔

(۱) مے خوار (۲) والدین کے نافرمان (۳) رشتوں کو منقطع کرنے والے۔ (۴) مشاحن (بغض رکھنے والا) عرض کیا گیا۔ یا رسول اللہ مشاحن کون ہیں آپ نے فرمایا مسلمانوں سے قطع تعلق کرنے والا۔

جب عید الفطر کی رات آتی ہے جس کو شب جائزہ کہتے ہیں یعنی شب انعام، اس کے بعد صبح کو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو

حضرت قتادہؓ نے حضرت انسؓ بن مالکؓ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان کی جب پہلی رات ہوتی ہے تو رضوانِ جنت سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اُمت محمدیہ کے روزہ داروں کے لئے جنت کو آراستہ کرو اس کے دروازوں کو بند نہ کرو جب تک ان کا یہ مہینہ ختم نہ ہو جائے پھر داروغہ جہنم (مالک) سے خطاب فرماتا ہے کہ اے مالک! وہ کہتا ہے لبیک (میں حاضر ہوں) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے محمدؐ کی اُمت کے روزہ داروں کی طرف سے دوزخ کے دروازے بند کر دو اور جب تک یہ مہینہ نہ گزر جائے ان کو نہ کھولو! پھر جبرئیل کو ندا فرماتا ہے۔ جبرئیل کہتے ہیں میں حاضر ہوں۔ اللہ فرماتا ہے زمین پر اترو اور سرکش شیاطین کو جکڑ کر باندھ دو تاکہ اُمت محمدیہ کے روزوں اور روزوں کی افطار میں وہ خلل نہ ڈال سکیں۔

ماہِ رمضان میں ہر روز طلوع آفتاب سے افطار کے وقت تک اللہ تعالیٰ اپنے کچھ بندوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت جہنم سے آزادی عطا فرماتا ہے۔ ہر آسمان پر ایک ندا دینے والا فرشتہ ہوتا ہے جس کی چوٹی عرش کے نیچے اور پاؤں زمین کے ساتویں طبقہ کی انتہا پر ہوتے ہیں اس کا ایک بازو مشرق میں اور ایک مغرب میں ہوتا ہے اس کے سر پر لولو، مرجان اور جواہر کا تاج ہوتا ہے، یہ ندا دینے والا فرشتہ پکارتا ہے کیا کوئی توبہ کرنے والا ہے کہ اس کی توبہ قبول کی جائے کوئی مانگنے والا ہے جس کی دعا قبول کی جائے کوئی مظلوم ہے جس کی دادرسی کی جائے کوئی مغفرت چاہنے والا ہے! جس کی مغفرت کی جائے، کوئی سائل ہے جس کے سوال کو پورا کیا جائے؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ تمام ماہ رمضان میں اسی طرح ندا فرماتا رہتا ہے کہ میرے بندو! اور میری بندیو! تم کو بشارت ہو صبر کرو (کھانے پینے وغیرہ سے) اور پابندی کرو (احکام روزہ کی) میں عنقریب تمھاری مشقتیں دُور کر دوں گا اور تم میری رحمت اور کرامت تک پہنچ جاؤ گے (تم کو میری رحمت حاصل ہو گی)۔

شب قدر کو جبرئیل فرشتوں کے ساتھ اترتے ہیں اور ہر ذکر الٰہی کرنے والے (خواہ وہ کھڑا ہو یا بیٹھا ہو) کے لئے دعائے رحمت کرتے ہیں۔ حضرت انسؓ بن مالک سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمین کو بات کرنے کی اجازت دیتا تو یقیناً وہ ماہِ رمضان کے روزہ داروں کو جنت کی بشارت دیتے۔ حضرت عبداللہ بن عونیؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ روزہ دار کی نیند عبادت ہے وہ خاموش تسبیح ہے اس کی دعا مقبول ہے اور اس کا عمل دونا کیا جاتا ہے۔

اعمشؒ نے ابو خیثمہؒ کا قول نقل کیا ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کہتے تھے کہ ایک رمضان دوسرے رمضان تک، ایک حج دوسرے حج تک، ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور ایک نماز سے دوسری نماز تک جو گناہ اس عرصہ میں سرزد ہوتے ہیں وہ اُن کا کفارہ بن جاتے ہیں۔ جب ماہ رمضان آتا تو حضرت امیر المومنین عمرؓ بن الخطاب فرماتے کہ اے لوگو! تمھیں یہ مہینہ مبارک ہو کیونکہ یہ مہینہ سراپا خیر و برکت ہے اس کے دن روزے کے اور راتیں عبادت کی ہیں اس میں خرچ کرنا راہ خدا میں خرچ کرنا ہے حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا جس نے ماہ رمضان کے روزے رکھے یقین و حصول ثواب کی خاطر رات میں قیام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے تمام

سرداری اور سروری

کہا گیا ہے کہ سید البشر حضرت آدم علیہ السلام ہیں اور سید العرب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور حضرت سلمان فارسیؓ تمام اہل فارس کے سردار تھے اسی طرح سید الروم حضرت صہیب رومی رضی اللہ عنہ، سید الحبش حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ ہیں اسی طرح تمام بستیوں میں سروری مکہ مکرمہ کو، وادیوں میں سب سے برتری وادیٔ بیت المقدس کو حاصل ہے۔ دنوں میں جمعہ سید الایام ہے راتوں میں شب قدر کو سروری حاصل ہے، کتابوں میں قرآن کریم کو، سورتوں میں سورۃ البقر کو، سورۃ بقر میں آیت الکرسی کو سب آیات میں سرداری اور بزرگی حاصل ہے۔ پتھروں میں سنگ اسود تمام پتھروں میں بزرگ اور چاہ زمزم ہر کنوئیں سے افضل ہے، حضرت موسیٰ کا عصا ہر عصا سے برتر تھا اور جس مچھلی کے شکم میں حضرت یونس علیہ السلام رہے تھے وہ تمام مچھلیوں میں افضل تھی، حضرت صالح کی اونٹنی تمام اونٹنیوں میں افضل تھی اور اسی طرح براق ہر گھوڑے سے افضل تھا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگشتری تمام انگشتریوں سے برتر و افضل تھی اور ماہ رمضان تمام مہینوں کا سردار اور ان سے بزرگ و افضل ہے۔

شب قدر کے فضائل

سورۃ قدر کی تفسیر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ (آخر سورت تک) یعنی ہم نے اسے (قرآن) شب قدر میں اتارا، قرآن اتارنے سے اس طرف اشارہ ہے کہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر لکھنے والے فرشتوں کے پاس بھیجا پس قرآن مجید کا جسقدر حصہ پورے سال میں بحکم الٰہی حضرت جبرئیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لیکر آتے تھے اتنا حصہ ہی شب قدر میں آسمان دنیا پر نازل ہو جاتا تھا اسی طرح دوسرے سال شب قدر میں اتنا نازل ہوتا جتنا کہ اس سال حضرت جبرئیل کو لانا ہوتا یہاں تک کہ تمام قرآن مجید لیلۃ القدر میں رمضان کے اندر لوح محفوظ سے آسمان دنیا پر نازل کر دیا گیا۔

حضرت ابن عباسؓ اور دوسرے مفسرینؒ نے آیت اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ مراد یہ ہے کہ ہم نے اس سورت اور پورے قرآن کے ساتھ جبرئیل کو لکھنے والے فرشتوں کے پاس شب قدر میں اتارا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھوڑا تھوڑا تیئس سال کی مدت میں مختلف دنوں، مختلف اوقات اور مختلف مہینوں میں نازل ہوتا رہا۔

لیلۃ قدر کے معنی لیلۃ القدر کے معنی ہیں عظیم رات! یا فیصلہ والی رات، اس کو لیلۃ القدر کہنے کی ایک وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ اس رات میں آئندہ سال تک ہونے والے تمام واقعات مقدر کر دیئے جاتے ہیں اس کے بعد حق تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ یعنی اے محمدؐ اگر اللہ آپ کو شب قدر کی اہمیت و عظمت نہ بتاتا تو آپ کو کیا معلوم ہوتا کہ شب قدر کیا ہے؟ قرآن مجید میں جس مقام پر بھی وَمَآ اَدْرٰىكَ آیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر کو اس چیز

فِیۡهَا یعنی شب قدر میں (فرشتے نازل ہوتے ہیں) مِنۡ کُلِّ اَمۡرٍ ہر امر یعنی ہر بھلائی کے ساتھ (ان فرشتوں کا نزول ہوتا ہے)۔ سَلٰمٌ هِیَ حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ یعنی وہ رات سلامتی والی ہے (اس میں کوئی بیماری یا جادو ٹونے کا اثر، کاہنوں کی کہانت موثر نہیں) طلوع فجر تک اگر مطلع کا لام مکسور پڑھا جائے مَطۡلِعِ پڑھا جائے تو اس کے معنی ہونگے مقام طلوع سلام کے معنی یہ بھی کہے گئے ہیں کہ روئے زمین کے مسلمانوں پر ملائکہ کی طرف سے سلام ہوتا ہے یعنی طلوعِ فجر تک فرشتے سلام سلام کہتے رہتے ہیں۔

کون سی رات
"لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ" ہے

شب قدر کی تلاش شب قدر کو رمضان شریف کے آخری عشرہ میں تلاش کیا جائے (یعنی ۲۰ تاریخ سے آخری تاریخ تک) ان تاریخوں میں زیادہ مشہور ستائیسویں شب ہے۔ امام مالکؒ کے نزدیک کسی تاریخ کا تعین وثوق کے ساتھ نہیں کیا جاسکتا، آخری عشرہ کی سب راتیں برابر ہیں، امام شافعیؒ کے نزدیک اکیسویں شب زیادہ قابل اعتماد ہے۔ ایک قول ہے کہ انتیسویں شب، ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کا یہی مسلک تھا (وہ اسی رات کو خیال فرماتی تھیں) حضرت ابو مرورہؓ تیئیسویں شب کے قائل تھے۔ حضرت ابو ذرؓ اور حضرت حسنؓ نے فرمایا کہ "یہ پچیسویں شب ہے"۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ وہ "چوبیسویں شب" ہے، حضرت ابن عباسؓ حضرت ابی بن کعبؓ نے فرمایا کہ وہ ستائیسویں شب ہے اس تعین پر ان کی دلیل یہ ہے کہ ستائیسویں شب زیادہ موکد ہے، مختصر یہ کہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ وہ کون سی شب ہے۔

امام حنبلؒ نے بالاسناد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ صحابہ کرامؓ اپنے اپنے خواب آخری عشرہ (رمضان) میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا کرتے تھے اس پر حضورؐ نے فرمایا مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم لوگوں کے خواب ستائیسویں شب کے متعلق متواتر ہیں۔ اس لئے جو شخص شب قدر کی جستجو کرے وہ ستائیسویں رات کو کرے۔ یہ بھی مروی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا میں نے طاق عددوں پر تو سات سے زیادہ کسی طاق عدد کو لائق اعتماد نہیں پایا۔ پھر جب سات کے عدد پر غور کیا تو آسمانوں کو بھی سات، زمین کو بھی سات، رات کو بھی سات، دریا بھی سات، صفا و مروہ کے درمیان سعی بھی سات بار ہے، خانہ کعبہ کا طواف بھی سات بار ہے، رمی جمار بھی سات ہے۔ انسان کی تخلیق بھی سات اعضاء سے ہے، اس کے چہرے میں بھی سات سوراخ ہیں، قرآن مجید میں حٰمٓ سے شروع ہونے والی سورتیں سات ہیں سورہ الحمد کی آیات سات ہیں، قرآن پاک کی قرآتیں سات ہیں۔ نیز منزلیں بھی سات ہیں۔ سجدہ بھی سات اعضاء سے ہوتا ہے جہنم کے دروازے سات ہیں۔ جہنم کے نام سات اور اس کے درجے بھی سات ہیں۔ اصحاب کہف سات تھے۔ سات دن کی مسلسل اور لگاتار آندھی سے قوم عاد ہلاک ہوگئی۔ حضرت یوسف علیہ السلام سات سال جیل خانہ میں رہے، بادشاہ (مصر) نے خواب میں جو گائیں دیکھی تھیں وہ سات تھیں، قحط کے بھی سات سال تھے اور ارزانی کے بھی سات سال، پنجگانہ نماز کے فرائض کی

میں ایک روایت یہ ہے جس کے راوی حضرت انسؓ ہیں انھوں نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ آفتاب کسی ایسے دن پر کبھی طلوع نہیں ہوا جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک جمعہ کے دن سے افضل ہو۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یوم جمعہ سے افضل دن پر سورج نہ طلوع ہوتا ہے نہ غروب اور سوائے دو بڑے فرقوں یعنی جن و انس کا ہر جاندار اللہ سے ڈر کر جمعہ کے دن اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا روز قیامت اللہ تعالیٰ ہر دن کو اس کی صورت میں اٹھائے گا لیکن جمعہ کے دن کو اس حال میں اٹھائے گا کہ وہ روشن اور تاباں ہوگا اور اہل جمعہ اس کے گرداگرد اس طرح چلینگے جیسے دلہن کو جھرمٹ میں اس کے شوہر کی جانب لے جاتے ہیں، سب لوگ اس کی روشنی میں چلینگے، ان کے رنگ برف کی طرح سفید اور ان کی خوشبو مشک کی مانند ہوگی وہ سب کا فوری پہاڑوں میں داخل ہوں گے، اہل محشر میں تمام جن و انس ان کو تعجب سے دیکھیں گے یہاں تک کہ وہ لوگ جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

شب قدر پر شب جمعہ کی افضلیت

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ اللہ تعالیٰ تو شب قدر کو ہزار مہینوں سے بہتر اور افضل فرماتا ہے تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ حضرات مفسرین نے فرمایا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جن ہزار مہینوں میں شب قدر نہ ہو ان ہزار مہینوں سے بہتر ایک شب قدر ہے یہ مطلب نہیں کہ جن مہینوں میں شب جمعہ بھی نہ ہو ان سے شب قدر افضل ہے بالفاظ دگر مراد یہ ہے کہ شب قدر ایسے ہزار مہینوں سے افضل ہے جن میں شب جمعہ نہ ہو۔ نیز یہ وجہ ہے کہ شب جمعہ جنت میں بھی باقی رہے گی کیونکہ اس دن میں اللہ تعالیٰ کا دیدار واقع ہوگا اور یہ شب جمعہ دنیا میں قطعی اور یقینی طور پر متعین و معلوم ہے اور شب قدر کا تعین محض ظنی ہے۔

شب قدر افضل ہے شب جمعہ سے

امام ابوالحسن تمیمیؒ اور دیگر علماء کرام کا مذہب یہ ہے کہ شب قدر افضل ہے اس کی وجہ (دلیل) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ وہ ہزار مہینوں سے افضل ہے اور ہزار مہینے تراسی سال چار مہینہ کے ہیں، ایک قول یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں جب آپ کی امت کی عمریں پیش کی گئیں تو وہ آپ کو بہت کم معلوم ہوئیں جس پر آپ کو شب قدر پیش کی گئی (یعنی عطا کی گئی)

امام مالکؒ بن انسؓ نے فرمایا کہ میں نے ایک قابل اعتماد شخص سے سنا ہے کہ گزشتہ لوگوں کی عمریں بڑی طویل تھیں حضور والا (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کے مقابلہ میں اپنی امت کی عمروں کو کم پایا اور خیال فرمایا کہ جتنے اعمال (حسنہ) گزشتہ لوگ اپنی طویل عمروں میں کر چکے اس حد تک میری امت کے لوگ اپنی کوتاہ عمروں میں نہیں کر سکیں گے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو شب قدر عطا فرمائی جو ہزار مہینوں سے افضل ہے۔

امام مالک بن انسؓ نے سعید بن مسیبؒ کا قول نقل کیا ہے کہ جو شخص شب قدر میں عشا کی نماز باجماعت میں حاضر ہوا اس کو شب قدر (کی عبادت) کا ایک حصہ مل گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ جس نے عشا اور مغرب جماعت کے ساتھ پڑھی اس نے شب قدر سے اپنا حصہ حاصل کر لیا۔ حضور نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے سورۃ القدر کی تلاوت کی اس نے چوتھائی (۱/۴) قرآن کی تلاوت کی، اس سورہ کو ماہِ رمضان کی آخری نمازِ عشا میں پڑھنا مستحب ہے۔

فِی لَیْلَةٍ مُبٰرَکَةٍ اِنَّا کُنَّا مُنْذِرِیْنَ فِیْهَا یُفْرَقُ کُلُّ اَمْرٍ حَکِیْمٍ (ہم نے قرآن کو برکت والی رات میں نازل کیا ہم ہی ڈرانے والے ہیں اسی رات میں ہر حکمت والا کام تقسیم کیا جاتا ہے)۔ چوتھی رات قرب اور نزدیکی کی تھی یعنی شب معراج تھی: اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی ۝ (پاک ہے وہ ذات جس نے اپنے بندے کو رات کے ایک حصہ میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر کرائی)۔ پانچویں رات تحیت و سلام کی رات ہے، ارشاد خداوندی ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ .... تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَالرُّوْحُ فِیْهَا تک یہ شب قدر ہے۔

بدکاروں کے لئے نیکوکاروں کی شفاعت

حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ جبرئیل (علیہ السلام) کو زمین پر اترنے کا حکم دیتا ہے۔ جبرئیلؑ کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ پر رہنے والے ستر ہزار فرشتے بھی ہوتے ہیں جن کے پاس نوری جھنڈے ہوتے ہیں۔ زمین پر نزول کے بعد جبرئیلؑ اور فرشتے اپنے اپنے جھنڈے چار جگہ گاڑ دیتے ہیں (۱) خانہ کعبہ کے پاس (۲) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس کے پاس۔ (۳) مسجد بیت المقدس کے پاس (۴) مسجد طور سینا کے پاس۔ اس کے بعد جبرئیلؑ فرشتوں سے کہتے ہیں کہ تم پھیل جاؤ فرشتے ساری زمین پر پھیل جاتے ہیں کوئی گھر، کوئی کمرہ، کوئی کوٹھری اور کوئی کشتی ایسی باقی نہیں رہتی جہاں مومن مرد یا عورت موجود ہو اور فرشتے وہاں داخل نہ ہوں۔ البتہ جس گھر میں کتا۔ سور۔ تصویر یا وہ پلید موجود ہو جس کی پلیدگی زنا سے ہوئی ہو، وہاں یہ فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ داخل ہونے کے بعد تمام فرشتے تسبیح، تقدیس اور تہلیل میں مصروف ہو جاتے ہیں اور امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے لئے استغفار کرتے ہیں (تمام رات رہ کر) فجر کے وقت آسمان پر چڑھ جاتے ہیں، آسمان دنیا کے رہنے والے دریافت کرتے ہیں کہ آپ کہاں سے آئے۔ فرشتے جواب دیتے ہیں ہم دنیا میں تھے کیونکہ یہ رات امت محمدیہ کے لئے شب قدر تھی، وہی فرشتے پھر پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی حاجتوں کی بابت کیا حکم فرمایا اس وقت جبرئیل کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اچھے عمل کرنے والوں کو بخشدیا اور بدکاروں کے لئے نیکوکاروں کی شفاعت قبول فرمائی، یہ سنتے ہی آسمان دنیا کے فرشتے اپنی اپنی آواز میں تسبیح و تقدیس اور رب العالمین کی حمد و ثنا کرنے لگتے ہیں اور اس امر پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کی مغفرت فرمادی اور اپنی رضامندی کا اظہار فرمایا، اس کے بعد آسمان دنیا کے فرشتے ان فرشتوں کے ساتھ دوسرے آسمان تک جاتے ہیں وہاں بھی اسی طرح سوال و جواب و حمد و ثنا کا غلغلہ بلند ہوتا ہے یہاں تک یہ فرشتے ساتویں آسمان تک پہنچ جاتے ہیں اس کے بعد جبرئیلؑ فرماتے ہیں کہ اے آسمان کے رہنے والوں! لوٹ جاؤ! فرشتے اپنی اپنی جگہ واپس چلے جاتے ہیں، سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے فرشتے بھی چلے جاتے ہیں، سدرۃ کے رہنے والے دریافت کرتے ہیں کہ تم کہاں گئے تھے یہ بھی ویسا ہی جواب دیتے ہیں جیسا کہ آسمان دنیا کے رہنے والے فرشتوں نے دیا تھا، ان کا جواب سن کر سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے فرشتے بھی تسبیح و تہلیل و تقدیس بلند آواز میں کرنے لگتے ہیں ان کی آوازیں جنت المادی سنتی ہے اس کی آواز جنت النعیم اس کی آواز جنت عدن اس کی آواز جنت الفردوس اور اس کی آواز عرش الٰہی تک جاتی ہے تو وہ بھی حمد و ثنا و تسبیح و تہلیل میں مصروف ہو جاتا ہے اور ان الفاظ

سے عاجز ہو جاؤ، حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو رمضان کی راتوں کو زندہ رکھنے (نماز پڑھنے) کی ترغیب دیا کرتے تھے بغیر اس کے کہ آپ ان پر لزوم کے ساتھ حکم فرمائیں (یعنی وجوبی حکم حضور نہیں دیتے تھے) آپ کے وصال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عہد فاروقی کے ابتدائی دور میں تراویح کا معاملہ یونہی رہا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حضرت عمر بن الخطابؓ نے مجھ سے تراویح کی نماز کی حدیث جب سنی تو آپ نے اس پر عمل فرمایا! لوگوں نے دریافت کیا کہ اے امیر المومنین وہ حدیث کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ عرش الٰہی کے اردگرد ایک جگہ ہے جس کا نام "حضیرۃ القدس" ہے وہ نور کی جگہ ہے اس میں اتنے فرشتے جن کی تعداد اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، عبادت الٰہی میں مشغول رہتے ہیں اور اس میں ایک لمحہ کی بھی کوتاہی نہیں کرتے۔ جب ماہ رمضان کی راتیں آتی ہیں تو یہ اپنے رب سے زمین پر اترنے کی اجازت طلب کرتے ہیں اور وہ بنی آدم کے ساتھ ملکر نماز پڑھتے ہیں۔ امت محمدیہ میں جس نے ان کو چھوا یا انھوں نے کسی کو چھوا تو وہ ایسا نیک بخت و سعید بنجاتا ہے کہ پھر کبھی بدبخت و شقی نہیں بنتا۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب کہ اس (نماز) کی یہ شان ہے تو ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں پھر آپ نے تراویح کی جماعت قائم کرکے اس کو سنت قرار دے دیا۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ماہ رمضان کی ابتدائی رات میں جب گھر سے باہر آتے اور مسجدوں میں تلاوت قرآن سنتے تو فرماتے اللہ! عمرؓ کی قبر کو روشن کردے جنھوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن سے منور کیا ہے (نور اللہ قبر عمر کما نور مساجد اللہ بالقرآن) اسی طرح کی ایک روایت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اس روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے قریب سے گزرے تو مسجدوں کو قندیلوں سے روشن اور لوگوں کو تراویح پڑھتے دیکھا تو فرمانے لگے، اللہ تعالیٰ حضرت عمر (رضی اللہ عنہ) کی قبر کو روشن فرمائے جس طرح انھوں نے ہماری مسجدوں کو روشن کیا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کے گھر میں قندیل لٹکاتا ہے (روشن کرتا ہے) ستر ہزار فرشتے اس قندیل کے بجھنے تک اس کے لئے دعائے مغفرت اور استغفار کرتے رہتے ہیں۔ حضرت ابوذر غفاریؓ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی۔ رمضان کی تیئیسویں رات کو ایک تہائی رات تک حضور والا نے کھڑے ہوکر نماز پڑھائی چوبیسویں رات کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف نہیں لائے، پچیسویں رات کو تشریف لائے تو نصف شب تک نماز پڑھائی۔ ہم نے عرض کیا کہ اگر حضور ہم کو آج پوری رات تک نفل پڑھاتے تو خوب ہوتا حضور نے ارشاد فرمایا جو شخص امام کے ساتھ نماز ختم ہونے تک باجماعت نماز میں کھڑا رہا اسے پوری رات کا ثواب ملیگا۔ چھبیسویں شب کو حضور پھر تشریف نہ لائے پھر ستائیسویں شب آئی تو حضور والا نے اہل بیت کرام کو بھی جمع فرمایا اور ہم سب کو ساتھ لیکر نماز پڑھائی کہ ہم کو خوف ہوا کہ ہماری فلاح نہ فوت ہو جائے، لوگوں نے عرض کیا کہ فلاح کے کیا معنی ہیں آپ نے فرمایا سحری۔

نماز تراویح کی جماعت

مستحب ہے کہ نماز تراویح باجماعت ہو اور تلاوت قرآن جہری ہو، اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز تراویح اسی طرح پڑھی تھی۔ نماز تراویح کی ابتدا اسی رات سے کرنا چاہیے جس رات کو ماہ رمضان کا چاند نظر آجائے اس لئے کہ وہ رات ماہ رمضان کی رات ہوتی ہے اور اس لئے بھی کہ حضور والا نے

شب قدر اور ماہ رمضان

کے مزید مسائل

بطور تتمہ بحث

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ فِيْهَا، روح یعنی جبرئیل علیہ السلام ستر ہزار فرشتوں کو ساتھ لیکر اترتے ہیں ان میں جبرئیل سب فرشتوں کے سردار ہوتے ہیں۔ جبرئیل ہر اس شخص کو جو بیٹھا ہو اور دوسرے فرشتے ہر اس شخص کو بھی جو سویا ہو سلام کرتے ہیں۔ حق سبحانہ تعالیٰ اپنے ہر اس بندے پر جو نماز میں کھڑا ہو اسی طرح سلام بھیجتا ہے جس طرح جنت کے اندر مومن بندوں کو اللہ کا سلام پہنچانا ثابت ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ الرَّحِيْمِ (مہربان رب کی طرف سے ان کو سلام ہوگا) اسی طرح یہ بھی جائز ہے کہ دنیا میں ان نیک بندوں پر سلام بھیجے جن کے لئے روز ازل ہی سے اللہ کی طرف سے بھلائی، رحمت اور سعادت مقدر ہو چکی ہے جو فانی دنیا سے محبت نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ ہی سے لو لگائے ہیں اور اللہ ہی کی طرف توجہ اور سکون کے ساتھ رجوع ہو کر اپنے گناہوں پر نادم ہیں۔

شب قدر میں زمین کا کوئی چپہ ایسا باقی نہیں رہتا جہاں کوئی فرشتہ حالت سجود یا قیام میں مصروف مومن مرد یا عورت کے لئے دعا نہ کرتا ہو ہاں صرف عیسائیوں کے معبد (گرجا) یہودیوں کی ہیکل، بت پرستوں کے مندر اور وہ مقامات جہاں غلاظت ڈالی جاتی ہے اس سے مستثنیٰ ہیں (فرشتے وہاں نہیں جاتے)

رات بھر یہ ملائکہ مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے دعا میں مصروف و مشغول رہتے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ بھی ہر مومن مرد اور عورت کو سلام و مصافحہ کرتے ہیں وہ ہر مسلمان سے کہتے ہیں اگر تو عبادت میں مشغول ہو تو تجھ پر سلام ہے اللہ تیری عبادت کو قبول کرے اور تیرے ساتھ بھلائی فرمائے اگر تو گناہوں میں مبتلا ہو تو تجھ پر سلام ہو اللہ تیرے گناہوں کو معاف کرے اگر تو سویا ہے تو تجھ پر سلام ہو اللہ تجھ سے راضی ہو اگر تو قبر میں ہو تو تجھ پر سلام ہو اور تجھے راحت اور رحمت الٰہی میسر ہو۔ آیت مِنْ كُلِّ اَمْرٍ سَلٰمٌ کا یہی مطلب ہے۔ بعض علمائے کرامؒ فرماتے ہیں کہ فرشتے اہل طاعت پر سلام بھیجتے ہیں ان عصیان پر نہیں! ان گنہگاروں میں کچھ تو وہ ہیں جو ظالم ہیں ان کے لئے فرشتوں کے سلام سے کچھ حصہ نہیں ہے کچھ لوگ ایسے ہیں جو حرام خور ہیں، رشتہ داریاں منقطع کرنے والے ہیں، چغلخور، یتیموں کا مال کھانے والے ہیں تو ان لوگوں کے نصیبہ میں فرشتوں کا سلام نہیں ہے۔ پس گناہوں سے بڑھکر اور کونسی مصیبت ہے کہ مبارک ماہ کے آغاز میں رحمت، درمیانی حصہ میں مغفرت اور آخری حصہ میں جہنم سے آزادی کی نعمت موجود ہو اور یونہی گزر جائے اور ملائکہ کے سلام سے محرومی نصیب ہو۔ اس محرومی اور بدنصیبی کی وجہ اس کے سوا کچھ اور نہیں کہ تو رحمٰن سے دور رہ کر نافرمانوں میں شامل ہے۔ تو شیطان کی موافقت کرتا ہے اور ایسے خدا سے دور بھاگتا ہے جس کے قبضۂ قدرت میں برائی اور بھلائی ہے۔

رمضان المبارک کا مہینہ گناہوں سے رہائی دلانے کا مہینہ: اللہ تعالیٰ سے کئے ہوئے وعدوں کو نبھانے کا مہینہ،

بدولت دنیا میں برکت و سعادت سے ہمکنار ہونا اور آخرت میں ہمیشہ جنت میں رہنا۔ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ (اہل ایمان کو سعادت مل گئی) قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَکّٰی کے معنی ہیں جس کو زکوٰۃ ادا کرنے اور ایمان و تقویٰ کو گناہوں سے پاک رکھنے کی توفیق مل گئی وہ خوش نصیب ہوگیا اور جس نے یہ تزکیہ نہ کیا یعنی زکوٰۃ نہ دی اور گناہوں سے اپنے اعمال کو پاک نہ رکھا اس کے لئے کوئی فلاح نہیں ہے لَا یُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ کے یہی معنی ہیں یعنی گناہگار (مجرم) نہ کامیاب ہیں اور نہ فلاح پانے والے ہیں۔ گنہگار کامیاب اور خوش نصیب نہیں ہوں گے۔ مَنْ تَزَکّٰی کے معانی میں مفسرین کا اختلاف ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کے معانی فرمائے کہ "جو ایمان کے ذریعے شرک سے پاک ہوگیا" حسن بصریؒ نے فرمایا "فلاح اس کے لئے ہے جس نے نیک اور بڑھنے والے نیک اعمال کئے۔ ابوالاحوصؒ نے ارشاد کیا جس نے مال کی زکوٰۃ ادا کی، قتادہؒ اور عطاءؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت میں صرف صدقۂ فطر مراد ہے۔ شیخؒ نے اسی قول کی بنیاد پر آیت مذکورہ بالا کو صدقۂ فطر کے استدلال میں بیان کیا ہے۔

وَذَکَرَ اسْمَ رَبِّهٖ فَصَلّٰی کی تفسیر میں بھی اختلاف ہے، حضرت ابن عباسؓ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ جس نے اللہ کو واحد جانا اور پنجگانہ نمازیں ادا کیں گویا ذکر سے مراد توحید اور پانچوں وقت کی نمازیں ہیں۔ حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں فذکر اسم سے مراد تکبیرات کہنا اور صلّٰی سے مراد ہے عیدگاہ جاکر نماز عید پڑھنا۔ وکیع بن جراحؒ نے فرمایا رمضان کے لئے صدقۂ فطر کی وہ حیثیت ہے جو نماز کے لئے سجدۂ سہو کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ دار کو یاوہ گوئی سے باز رکھنے کے لئے صدقۂ فطر کو واجب قرار دیا ہے یعنی روزہ دار کے روزہ میں یاوہ گوئی، دروغ، چوری، چغلخوری، مشتبہ روزی اور حسین عورتوں کی طرف نگاہ کرنے سے جو خرابیاں پیدا ہوجاتی ہیں، صدقۂ فطر مذکورہ گناہوں کا کفارہ، روزوں کا تکملہ اور روزوں کے نقص کی تلافی کا ذریعہ ہے جس طرح گناہوں کے لئے توبہ و استغفار ہے اور نماز میں سہو کے لئے سجدہ ہے، شیطان ہی نماز میں سہو پیدا کرتا ہے پس سجدۂ سہو شیطان کو ذلیل و خوار کرتا رہتا ہے، اسی طرح روزہ میں بیہودہ گوئی اور لغزشیں بھی شیطان ہی کے باعث ہوتی ہیں پس گناہوں سے توبہ اور رمضان کے روزوں کی خرابیاں دور کرنے کے لئے صدقۂ فطر بھی شیطان کو ذلیل و خوار کرنے کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو شیطان کی گھاتوں سے بچائے اور دنیا کی آفتوں اور بلاؤں سے محفوظ رکھے (آمین) اور ہمیں اپنی رحمت میں جگہ دے۔ آمین ثم آمین

عید کی وجہ تسمیہ

عید کو عید اس لئے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی طرف اس دن فرحت و شادمانی کو بار بار لاتا ہے یعنی عید اور عود ہم معنی ہیں۔ بعض علماء کا قول ہے کہ عید کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندہ کو منافع، احسانات اور انعامات حاصل ہوتے ہیں یعنی عید عوائد سے مشتق ہے اور عوائد کے معنی ہیں منافع کے۔ یا عید کے دن بندہ چونکہ گریہ و زاری کی طرف لوٹتا ہے اور اس کے عوض اللہ تعالیٰ بخشش و عطا کی جانب رجوع فرماتا ہے۔ بعض علماء کا کہنا ہے کہ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ بندہ اطاعت الٰہی سے اطاعت رسول کی طرف رجوع کرتا ہے اور فرض کے بعد سنت کی طرف پلٹتا ہے، ماہ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد ماہ شوال کے چھ روزوں کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس لئے اس کو عید کہتے ہیں۔ عید کی وجہ تسمیہ کے متعلق بعض علماء کا کہنا ہے کہ عید اس لئے کہا گیا ہے کہ اس دن مسلمانوں سے کہا جاتا ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) کہ اب تم مغفور ہوکر اپنے گھروں اور مقامات کو لوٹ جاؤ۔ بعض علماء نے فرمایا کہ اس کو عید اس لئے کہا گیا کہ اس میں وعدہ وعید

چار اُمتوں کی چار عیدیں

چار اُمتوں کی چار عیدیں ہیں؛ ایک عید حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے لیے تھی جس کا ذکر اللہ

ملت ابراہیمؑ کی عید تعالیٰ نے اس طرح فرمایا فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُومِ فَقَالَ إِنِّي سَقِيمٌ (حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں پر نظر ڈالی اور کہا میری طبیعت خراب ہے)۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قوم کی عید کا دن تھا وہ لوگ عید منانے شہر کے باہر نکلے، حضرت ابراہیمؑ کا مذہب ان کے مذہب سے الگ تھلگ تھا، آپ ان لوگوں کے ساتھ (عید منانے) نہیں گئے اور بیمار بن گئے، جب لوگ شہر سے باہر چلے گئے تو آپ نے تیشہ اٹھایا اور ان کے بتوں کو توڑ ڈالا اور اس کے بعد تیشہ بڑے بت کے کاندھے پر رکھ دیا، جب قوم ابراہیم واپس آئی تو اس نے اپنے بتوں کی یہ درگت بنی دیکھی انھوں نے حضرت ابراہیمؑ سے پوچھا کہ ہمارے بتوں کے ساتھ یہ سلوک کسنے کیا؟ (اس کا پورا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے) حضرت ابراہیمؑ کو اپنے رب کی عزت کی خاطر جوش آیا اس لئے انھوں نے غصہ میں تمام بتوں کو توڑ ڈالا اور رب العالمین کی محبت میں اپنی جان کو خطرے میں ڈالا اس کے صلہ میں رب العالمین نے آپ کو اپنی دوستی سے نوازا، ان کے ہاتھوں سے مُردہ پرندوں کو زندہ کرایا ان کی نسل میں انبیاء و مرسلین پیدا فرمائے اور ان کو حضرت خیر المرسلین محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا جدِ اعلیٰ بنایا۔

اُمتِ موسیٰؑ کی عید حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کی اُمت کی عید۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّينَةِ (مقابلہ کا مقرر شدہ دن تمہارے لئے یوم زینت ہے) یوم زینت کہنے کی وجہ تسمیہ بیان کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے دشمن فرعون اور قوم فرعون کو ہلاک کر کے حضرت موسیٰ (علیہ السلام) اور آپ کی قوم کو زینت بخشی! فرعون اور قوم فرعون کے ساتھ ۷۲ یا ۷۳ جادوگر میدان میں نکل آئے تھے، ان جادوگروں کے پاس سات لاٹھیاں تھیں، ان جادوگروں نے لاٹھیوں کے خول میں پارہ بھر دیا تھا اور اوپر سے ان پر رسیاں لپیٹ دی تھیں، سب لوگ گرم ریت پر سورج کے نیچے کھڑے تھے (تیز دھوپ میں کھڑے تھے) جب دھوپ تیز ہوئی تو پارہ میں حرکت پیدا ہوئی اور رسیوں سے لپٹی ہوئی لاٹھیاں دوڑنے لگیں لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ سانپ ہیں دوڑ رہے ہیں حالانکہ لاٹھیاں غیر متحرک تھیں (ان کے اندر پارہ متحرک تھا) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے دل میں اپنی قوم کے بارے میں یہ خطرہ محسوس کیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ لوگ جادوگروں کی اس شعبدہ بازی کو دیکھ کر ان ساحروں سے مرعوب ہو جائیں اور صحیح راستہ سے بھٹک کر راندۂ درگاہ بنجائیں وَلَمَّا يَتَوَهَّمُونَ إِنَّ الَّذِي فَعَلُوهُ حَقٌّ فَيَنْقَضُّ إِيمَانُهُمْ (وَيَرْتَدُّونَ) اللہ تعالیٰ نے اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا "تم بھی اپنا عصا زمین پر ڈال دو جو کچھ انھوں نے جھوٹ بنایا ہے تمہاری لاٹھی اس کو نگل لے گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی لاٹھی زمین پر پھینک دی وہ فوراً اژدہا بنکر ایک بڑے اونٹ کی طرح دوڑنے لگا، اس کی دو آنکھیں آگ کی طرح دہکنے لگیں (اس اژدہے کو دیکھکر) ایک قیامت برپا ہوگئی ان لوگوں نے جادو کے زور سے جتنے سانپ دوڑائے تھے حضرت موسیٰ کے اس (اژدہا نما) عصا نے ان سب سانپوں کو یکبارگی نگل لیا اور اس کی حالت میں کچھ فرق نہیں آیا نہ پیٹ پھولا نہ حرکت میں کمی آئی نہ اس کی لمبائی چوڑائی میں اضافہ ہوا۔ چنانچہ بے اختیار ہو کر تمام جادوگر اللہ تعالیٰ کے حضور سجدے میں گر گئے (ان

اللہ تعالیٰ نے اس دعا کے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِنِّیْ مُنَزِّلُهَا عَلَیْكُمْ فَمَنْ یَّكْفُرْ بَعْدُ مِنْكُمْ فَاِنِّیْۤ اُعَذِّبُهٗ عَذَابًا لَّاۤ اُعَذِّبُهٗۤ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ ۱۱۷

میں عنقریب تم پر خوانِ نعمت نازل کروں گا لیکن اس کے بعد جو انکار کرے گا اس کو عذاب بھی ایسا دوں گا کہ ساری دنیا میں کسی کو نہیں دیا گیا ہوگا۔

غرضکہ اللہ تعالیٰ نے اتوار کے دن اُن پر خوانِ نعمت اتارا جس میں تازہ مچھلی، چپاتیاں (پتلی پتلی روٹیاں) اور کھجوریں تھیں۔ ایک قول ہے کہ تلی ہوئی مچھلی تھی جس کے سر کے پاس سرکہ اور دھنیا کے پاس سرکہ رکھا تھا۔ روٹیاں پانچ تھیں ہر روٹی پر زیتوں کا ایک پھل رکھا تھا، پانچ انار اور کچھ کھجوریں تھیں، ان کے گرداگرد مختلف ترکاریاں (علاوہ لہسن) کے چنی ہوئی تھیں بعض علماء نے کہا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جب کہ وہ ایک باغ میں مقیم تھے اپنے حواریوں سے کہا کہ تم میں سے کسی کے پاس کچھ کھانے کے لئے موجود ہو تو لاؤ! شمعون نے دو چھوٹی چھوٹی مچھلیاں اور پانچ روٹیاں پیش کیں، ایک حواری تھوڑے سے سقوا (بھنے ہوئے جو کا آٹا) لے آیا۔ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) نے ان مچھلیوں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے اور روٹیوں کے بھی ٹکڑے کر دیئے، سقوا اسی طرح رہنے دیئے پھر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے برکت کی دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے حواریوں پر اونگھ طاری کر دی جب ان کی آنکھ کھلی تو کھانا اتنا زیادہ تھا کہ ایک قافلہ کے لئے کافی ہو، حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ اللہ کا نام لیکر کھانا کھاؤ، اٹھا کر رکھ دینے کی اجازت نہیں ہے۔ حکم دیا کہ سب حلقہ بنا کر بیٹھیں چنانچہ سب بیٹھ گئے اور اللہ کا نام لے کر سب نے کھانا شروع کر دیا یہاں تک کہ سب کے سب شکم سیر ہو گئے۔ کھانے والوں کی تعداد پانچ ہزار تھی۔ ایک روایت ہے کہ وہ سب لوگ اٹھارہ سو مرد عورت تھے، ان میں کچھ فقیر بھی تھے اور کچھ فاقہ کش تھے اور ایسے لوگ بھی تھے جنھیں ایک روٹی بھی میسر نہ ہوتی تھی، ان سب نے وہ کھانا کھایا، خوب سیر ہو کر کھایا اور اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے سب لوگ اٹھ گئے اور کھانا اتنا کا اتنا ہی موجود تھا، اس میں کچھ کمی نہیں آئی۔ اس کے بعد لوگوں کی نظروں کے سامنے ہی دسترخوان آسمان کی طرف اٹھ گیا جس فقیر نے اس خوانِ نعمت سے کھانا کھایا وہ تونگر بن گیا اور مرتے دم تک تونگر رہا جس بیمار یا اپاہج نے کھایا وہ تندرست ہو گیا۔

مقاتلؒ کا قول ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے قوم سے پکار کر کہا کیا تم کھا چکے لوگوں نے جواب دیا جی ہاں تو آپ نے فرمایا کہ دوسرے وقت کے لئے کچھ اٹھا کر نہ رکھنا لوگوں نے وعدہ کیا لیکن وعدہ خلافی کرتے ہوئے کچھ اٹھا کر رکھ لیا جسقدر کھانا انھوں نے اٹھایا تھا اس کی مقدار چوبیس مکیال[1] تھی۔ اس معجزے کو دیکھ کر وہ سب کے سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئے اور آپ کی رسالت کی تصدیق کی۔ جب بنی اسرائیل کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے خوانِ نعمت کی شہادت دی اور اس کے ثبوت میں جو کھانا (چھپا کر) اٹھا لائے تھے پیش کیا لیکن بنی اسرائیل نے (جو یہودی تھے) نہ مانا اور ان (ایمان لانے والوں) کے ساتھ لگے رہے یہاں تک کہ ان کو اسلام سے پھیر دیا باوجودیکہ خوانِ نعمت سے لی ہوئی خوراک ان کے پاس اب بھی موجود تھی پھر بھی یہ نزولِ مائدہ کے منکر ہو گئے اس انکار کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک دن سوتے میں اللہ تعالیٰ نے ان سب کی صورتیں سوؤں کی طرح

---

[1] مکیال۔ غلہ ناپنے کا پیمانہ، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں اس پیمانے میں غلہ جس قدر بھی آتا ہو جیسے عرب میں صاع ہے۔

کافر عید کو جاتا ہے تو اس کے سر پر نامرادی اور گمراہی کا تاج ہوتا ہے، کانوں پر غفلت کا پردہ اور حجاب پڑا ہوتا ہے، آنکھیں بیحیائی اور خواہشات نفسانی کا پتہ دیتی ہیں، زبان پر بدبختی اور شقاوت کی مہر لگی ہوتی ہے، دل پر جہل و انکار کا اندھیرا چھایا ہوتا ہے، کمر میں بدبختی کا پٹکا ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ سے کٹ جانے کے ہیبتناک گڑھے درمیان میں حائل ہوتے ہیں (ایسے گڑھے جو اللہ اور اس کے درمیان حائل ہوتے ہیں)۔ ان کی نشست و برخاست کی جگہیں گڑھے اور آتش کدے ہوں گے، اس کے معبود بت ہوں گے، آخر کار ایسے لوگوں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے۔

عید منانے کا اسلامی طریقہ

عید میں عمدہ اور اچھا لباس پہننے، عمدہ اور لذیذ کھانا کھانے، حسین عورتوں سے معانقہ کرنے اور لذت و شہوت سے لطف اندوز ہونے سے عید نہیں ہوتی ہے، بلکہ مسلمان کی عید ہوتی ہے طاعت و بندگی کی علامات کے ظاہر ہونے سے گناہوں اور خطاؤں سے دوری سے، سیئات کے عوض حسنات کے حصول سے، درجات کی بلندی کی بشارت، اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلعتیں، بخششیں اور کرامتیں حاصل ہونے سے، نور ایمان سے سینہ کی روشنی، قوت یقین اور دوسری نمایاں علامات کے سبب دل میں سکون پیدا ہو جانے سے، علوم و فنون اور حکمتوں کا دل کے اتھاہ سمندر سے نکل کر زبان پر رواں ہو جانے سے عید کی حقیقی مسرتیں حاصل ہوتی ہیں۔

عید کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا آپ اس وقت بھوسی کی روٹی کھا رہے تھے۔ اس نے عرض کیا کہ آج عید کا دن ہے اور آپ چوکر (بھوسی) کی روٹی کھا رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا آج عید تو اس کی ہے جس کا روزہ قبول ہو، جس کی محنت مشکور ہو اور جس کے گناہ بخشدیئے گئے ہوں۔ آج کا دن بھی ہمارے لئے عید کا دن ہے اور کل بھی ہمارے لئے عید ہوگی اور ہر وہ دن ہمارے لئے عید کا دن ہے جس دن ہم اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کریں۔

پس ہر صاحب عقل و شعور کے لئے مناسب و زیبا ہے کہ عید کے ظاہر پر نظر رکھنے سے باز آجائے۔ ظاہر پر فریفتہ نہ ہو بلکہ روز عید کو عبرت اور غور و فکر کی نگاہ سے دیکھے، عید کے دن کو قیامت کا دن سمجھے اور شب عید میں شاہی نقارہ کی آواز کو صور کی آواز سمجھے۔ جب لوگ عید کے انتظار میں تیاری کر کے رات کو سو جاتے ہیں تو ان کی اس حالت کو ایسا سمجھے جیسا کہ صور کے دو نفخوں کے درمیان خواب کی حالت ہوگی۔ عید کی صبح لوگوں کو جب اپنے اپنے محلوں اور گھروں سے نکلتے دیکھے ان کو رنگ برنگ لباس، طرح طرح کے زیورات میں لپٹا خوشی سے جھومتا دیکھے تو خیال کرے کہ اہل معصیت غم زدہ ہیں اور اہل تقویٰ خوش و خرم ہیں مشرکوں اور مجرموں پر خدا کی پھٹکار برس رہی ہے وہ منہ کے بل اوندھے پڑے رینگ رینگ کر چل رہے ہیں، منفی سواریوں پر سوار ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا وَّنَسُوْقُ الْمُجْرِمِيْنَ اِلٰى جَهَنَّمَ وِرْدًا ۝

رحمٰن کی طرف ہم اہل تقویٰ کو سوار کرا کے لیجائیں گے اور مجرموں کو دوزخ کی طرف پیاسے اونٹوں کی طرح ہنکائیں گے۔

باب ۱۴

دس راتیں، عشرۂ ذی الحجہ، پیغمبروں کی دس چیزیں
پل صراط کی آٹھ جگہیں، حج، احرام و لبیک، ترویہ اور عرفہ
دس دنوں کے فضائل

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:۔

وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ ۝

قسم ہے صبح کی اور دس راتوں کی، جفت اور طاق کی اور اس رات کی جو گزر جاتی ہے۔ یہ قسمیں ذی فہم لوگوں کے لئے ہیں۔

وَالْفَجْرِ کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے، حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ فجر سے صبح کی نماز مراد ہے وَلَيَالٍ عَشْرٍ سے ذی الحجہ کی دس راتیں مراد ہیں۔ یعنی عشرہ ذی الحجہ، شَفْعٍ سے جس کے لغوی معنی جفت کے ہیں مخلوق مراد ہے اور وَتْرٍ (طاق) سے مراد اللہ تبارک تعالیٰ ہے۔ وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ اور قسم اس رات کی جو گزر جاتی ہے، یا جاتی ہوئی رات کی قسم اور اہل دانش کے لئے یقیناً یہ بڑی قسم ہے کہ إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ تمہارا رب تمہاری گھات میں ہے۔

مقاتلؒ کا قول ہے کہ فجر سے مراد مزدلفہ کی وہ صبح ہے جو قربانی کے دن ہوتی ہے اور لَيَالٍ عَشْرٍ سے عید الضحیٰ کے قبل کی دس راتیں ہیں اور الشَّفْعِ سے مراد حضرت آدمؑ و حواؑ ہیں اور الوتر خداوند تعالیٰ ہے اور وَاللَّيْلِ إِذَا يَسْرِ کے معنی ہیں آئی ہوئی رات یعنی ذی الحج کی دسویں رات گویا اللہ تعالیٰ نے قربانی کے دن کی دس راتوں کی، آدمؑ و حواؑ کی، اپنی ذات کی اور عید الضحیٰ کی رات کی قسمیں کھائیں اور ان (متعدد) قسموں کے بعد فرمایا هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ یعنی کیا یہ قسمیں صاحب عقل و تمیز کے لئے کافی نہیں ہیں۔ یہ قسمیں بہت عظیم الشان ہیں اور جواب قسم إِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ہے، یعنی (تمہارا رب یقیناً انتظار میں ہے)۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ فجر سے مراد ہے پو پھٹنا یعنی عام صبح، بعض مفسرین کہتے ہیں کہ اس سے دن مراد ہے اور دن کو فجر سے اس لئے تعبیر کیا گیا ہے کہ وہ رات سے پہلے ہوتی ہے۔ مجاہدؒ کا خیال ہے کہ اس سے روز نحر (قربانی کے دن) کی فجر مراد ہے۔ عکرمہؓ نے کہا کہ فجر سے مراد چشموں سے پانی کا پھوٹ کر بہنا، سبزے کا زمین پھاڑ کر نمودار ہونا اور پھلوں کا درختوں میں آنا فجر ہے اسی فجر کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت ہائے مبارک سے پانی پھوٹ کر بہہ نکلنے کی اللہ نے قسم کھائی ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ پتھر سے پھٹ کر حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا برآمد ہونا اس سے مراد ہے۔ یہ بھی روایت ہے

اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ سے پہلے دن نو ہوتے ہیں اور راتیں دس۔

اپنا مال مہمانوں کے لئے، اپنی جان آتش نمرود کے لئے اور اپنے فرزند (اسماعیلؑ) کو قربانی کے لئے پیش کردیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ذات والا پر کمال توکل ختم ہوگیا۔ اسی عشرہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ شریف کی بنیاد رکھی وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهٖمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ[1] اسی عشرہ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کلام کی عزت عطا ہوئی۔ اسی عشرہ میں حضرت داؤد علیہ السلام کی لغزش معاف کیگئی، اسی عشرہ میں لیلۃ المباہات (فخر و مباہات کی رات) رکھی گئی۔

روایت میں آیا ہے کہ نزول قرآن کی ابتداء اسی عشرہ میں دس تاریخ کی صبح کو ہوئی اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیدگاہ کو تشریف لے جارہے تھے اسی عشرہ میں بیعت رضوان ہوئی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ[2]۔ جس درخت کے نیچے یہ بیعت ہوئی وہ سمرہ (ببول) کا درخت تھا۔ یہ بیعت حدیبیہ کے دن ہوئی تھی، اس وقت صحابہ کرامؓ کی تعداد چودھا یا پندرہ سو تھی، سب سے پہلے حضرت ابوسنان اسدیؓ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا تھا (علیہ وعلیٰ جمیع اصحابہ رحمۃ اللہ و برکاتہ وتحیاتہ والتابعین لھم باحسان)۔ اسی عشرہ میں یوم ترویہ (آٹھ تاریخ) یوم عرفہ (۹ تاریخ) اور یوم نحر (۱۰ تاریخ) ہے۔ اور یوم حج اکبر ہے۔

شیخ ابوالبرکاتؒ نے بالاسناد بروایت حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مہینوں کا سردار ماہ رمضان ہے اور تمام مہینوں میں حرمت والا مہینہ، ذی الحج ہے۔ شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کے دنوں میں سب سے افضل ذی الحجہ کے دس دن ہیں صحابہ کرامؓ نے عرض کیا، کیا ان دنوں کے عمل کے برابر راہِ خدا میں جہاد کرنا بھی نہیں ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں البتہ اس شخص کی بزرگی کے برابر ہے جس نے اپنا منہ خاک آلود کیا۔

عشرہ ذی الحجہ کی عبادات

شیخ ابوالبرکات نے بالاسناد بیان فرمایا کہ عطا بن ابی رباح نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرمارہی تھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک شخص گانا سننے کا بہت دلدادہ تھا لیکن ذی الحجہ کا چاند دیکھکر صبح سے روزہ رکھ لیتا تھا اس کی اطلاع حضور اقدس تک پہنچی حضور نے فرمایا اس کو بلاکر لاؤ وہ شخص حاضر خدمت ہوا حضور نے دریافت فرمایا کہ تم ان دنوں کے روزے کیوں رکھتے ہو؟ (کون سی ایسی چیز ہے جس نے تم کو ان دنوں کے روزوں پر ابھارا)۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ دن حج کے ہیں اور عبادت کے ہیں، اور میری خواہش ہے کہ اللہ ان کی دعا میں مجھے بھی شریک کردے، حضور نے ارشاد فرمایا، تم جو روزے رکھتے ہو اس کے ہر روزے کے عوض تم کو سو غلام آزاد کرنے، قربانی کے لئے حرم میں سو اونٹ بھیجنے اور جہاد میں سواری کے لئے سو گھوڑے دینے کا ثواب ہوگا اور ترویہ کے دن روزہ دار کو ہزار غلام آزاد کرنے، ہزار اونٹ قربانی کے لئے حرم میں بھیجنے اور ہزار گھوڑے جہاد میں سواری کے لئے دینے کا ثواب ہے اور عرفہ کے روزے کے عوض دو ہزار غلام آزاد کرنے، دو ہزار اونٹ قربانی کے لئے بھیجنے اور دو ہزار گھوڑے جہاد میں دینے کا ثواب ہوگا، اور سال بھر پہلے اور سال بھر بعد کے روزوں کا ثواب مزید برآں ہوگا۔

---

[1] اور جب ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ نے اس گھر کی بنیادیں اٹھائیں؛ [2] جب وہ (صحابہ کرامؓ) تم سے درخت کے نیچے بیعت کررہے تھے۔

فاتحہ، سورۂ خلق، سورۂ ناس، ایک ایک بار، سورہ اخلاص تین بار، اور آیت الکرسی تین بار پڑھے۔ نماز سے فارغ ہو کر دونوں ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھے:۔

سُبْحَانَ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ ذِی الْقُدْرَۃِ وَالْمَلَکُوْتِ سُبْحَانَ الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعِبَادِ وَالْبِلَادِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا طَیِّبًا مُبَارَکًا عَلٰی کُلِّ حَالٍ ۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کَبِیْرًا رَبُّنَا جَلَّ جَلَالُہٗ وَقُدْرَتُہٗ بِکُلِّ مَکَانٍ ۔

اللہ تعالیٰ پاک، بزرگ، جبروت کا، قدرت کا مالک ہے، وہ مالک الملک ہے، وہ ہمیشہ باقی رہے گا اسے موت نہیں ہے، اسکے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ مومن اور مشرک دونوں کا پالنے والا ہے، وہی بستیوں کا مالک ہے، ہر حال میں کثیر، پاکیزہ اور برکت والی حمد اللہ کے لئے ہے اللہ بڑی بزرگی والا ہے، ہمارا رب بزرگ ہے، اسکی عظمت بڑی ہے اس کی قدرت ہر جگہ ہے (شیخ ابوالبرکات فرماتے ہیں کہ قدرت سے مراد علم ہے یعنی اس کا علم ہر شے کو محیط ہے)

اس دعا کے بعد جو چاہے دعا کرے۔ اگر ایسی نماز عشرہ کی ہر ایک رات کو پڑھے گا تو اس کو اللہ تعالیٰ فردوس اعلیٰ میں جگہ دے گا اور اس کے ہر گناہ کو محو کر دے گا پھر اس سے کہا جائے گا اب از سر نو عمل شروع کر۔ اگر عرفہ کے دن کا روزہ رکھے اور عرفہ کی رات کو بھی نماز پڑھے اور یہی دعا کرے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں زیادہ سے زیادہ تضرع و زاری کرے تو اللہ فرماتا ہے اے میرے فرشتو! میں نے اس بندے کو بخش دیا اور حاجیوں میں اس کو شامل کر دیا، فرشتے اللہ تعالیٰ کی اس عطا سے بیحد مسرور ہوتے ہیں اور بندہ کو بشارت دیتے ہیں۔

پانچ پیغمبروں کی
الگ الگ دس مخصوص چیزیں۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی دس چیزیں

حضرت آدم علیہ السلام محو خواب تھے، اللہ تعالیٰ نے حضرت حوا کو ان کی بائیں چھوٹی پسلی سے پیدا فرمایا، بیدار ہونے پر آپ نے حضرت حوا کو اپنے پاس بیٹھا دیکھا تو پوچھا تم کس لئے ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ میں آپ ہی کے لئے ہوں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے آپ کو چھونا چاہا تو حکم ہوا کہ بغیر مہر ادا کئے ان کو ہاتھ نہ لگانا۔ حضرت آدم علیہ السلام نے دریافت کیا کہ الٰہی! ان کا مہر کیا ہے؟ اللہ نے ارشاد فرمایا! نبی آخر الزماں پر دس بار درود پڑھنا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دس چیزیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے لئے بھی دس چیزیں مخصوص تھیں! اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاِذِ ابْتَلٰٓی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّہٗ بِکَلِمَاتٍ فَاَتَمَّھُنَّ (جب ابراہیمؑ کی آزمائش اللہ نے چند باتوں سے کی تو ابراہیمؑ نے ان کو پورا کر دیا) یہ دس احکام تھے پانچ کا تعلق سر سے ہے، یعنی سر کے بالوں میں مانگ نکالنا مونچھیں کتروانا۔ مسواک کرنا۔ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا۔ باقی پانچ چیزوں کا تعلق سارے جسم سے ہے یعنی ناخن کٹوانا۔ زیر ناف

ارشاد ہے:۔ وَلَمَّا جَاءَ مُوسٰی لِمِیْقَاتِنَا ۔

سیّد المرسلین کی دس چیزیں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دس چیزیں وہ ہیں جن کا ذکر وَالْفَجْرِ وَلَیَالٍ عَشْرٍ میں کیا گیا ہے۔ یہ ذی الحجہ کی دس ابتدائی راتیں ہیں (جن کی تشریح و تفسیر اس سے قبل کی جا چکی ہے۔

عشرہ ذی الحج کی عظمت

کہا گیا ہے کہ جو شخص ان دس ایام کی عزت کرتا ہے اللہ تعالیٰ یہ دس چیزیں اس کو مرحمت فرما کر اس کی عزت افزائی کرتا ہے، (۱) عمر میں برکت، (۲) مال میں افزونی، (۳) اہل و عیال کی حفاظت، (۴) گناہوں کا کفارہ، (۵) نیکیوں میں اضافہ، (۶) نزع میں آسانی، (۷) ظلمت میں روشنی، (۸) میزان میں سنگینی (وزنی بنانا) (۹) دوزخ کے طبقات سے نجات، (۱۰) جنت کے درجات پر عروج؛ جس نے اس عشرہ میں کسی مسکین کو کچھ خیرات دی اس نے گویا اپنے پیغمبروں کی سنت پر صدقہ دیا۔ جس نے ان دنوں میں کسی کی عیادت کی اس نے اولیاء اللہ اور ابدال کی عیادت کی؛ جو کسی کے جنازے کے ساتھ گیا اس نے گویا شہیدوں کے جنازے میں شرکت کی، جس نے کسی مومن کو اس عشرہ میں لباس پہنایا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے خلعت پہنائے گا جو کسی یتیم پر مہربانی کرے گا، اللہ تعالیٰ اس پر عرش کے نیچے مہربانی فرمائے گا، جو شخص کسی عالم کی مجلس میں اس عشرہ میں شریک ہوا وہ گویا انبیا اور مرسلین کی مجلس میں شریک ہوا۔

وہب بن منبہؒ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا گیا تو وہ اپنی خطاؤں پر چھ روز تک روتے رہے، ساتویں دن اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی (اس حال میں کہ حضرت آدم مغموم و غم زدہ اور سر جھکائے بیٹھے تھے) کہ اے آدم! یہ تم نے کیسی مشقت اور محنت اختیار کر رکھی ہے؟ حضرت آدم علیہ السلام نے عرض کیا! الٰہی!! میری مصیبت بڑی مصیبت ہے: میرے گناہ نے مجھے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے، میں سعادت اور عزت کے گھر یعنی خلد سے نکل کر، ذلت بدبختی موت اور فنا کے گھر میں پہنچ گیا ہوں پھر اپنے گناہوں پر کیوں نہ روؤں! اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ آدم کیا میں نے تجھے اپنا خاص نہیں بنایا تھا، اپنی مخلوق پر تجھے فضیلت نہیں دی تھی؟ کیا مخصوص طریقہ پر تجھے معزز نہیں بنایا، کیا اپنی محبت سے تجھے نہیں نوازا۔ کیا تجھے اپنے ہاتھوں سے نہیں بنایا، کیا اپنے فرشتوں سے تجھے سجدہ نہیں کرایا! کیا تو میری طرف سے منتہائے کرامت اور مقام عزت میں نہیں رہا؟ پھر تو نے میرے حکم کے خلاف کیوں کیا؟ میرے حکم کو بھلا دیا! تو نے کس طرح میری رحمت اور نعمت کو بھلا دیا؟ مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے کہ اگر تیری طرح لوگوں سے ساری زمین بھر جائے اور وہ سب رات دن میری تسبیح میں مشغول رہیں اور ایک لمحہ کو بھی میری عبادت پر سستی نہ کریں اور پھر وہ میری نافرمانی کریں تو میں ان کو ضرور نافرمانوں کی منزل پر اتار دوں گا! یہ سن کر حضرت آدم علیہ السلام کوہ ہند پر تین سو برس تک روتے رہے، ان کے آنسو پہاڑی نالوں میں بہتے تھے اور ان سے پاکیزہ درخت اُگ آتے تھے، پھر حضرت جبرئیل نے کہا کہ اے آدمؑ! بیت اللہ جائیے اور عشرۂ ذی الحج کے منتظر رہیے۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کی لغزش پر رحم فرمائے! حضرت آدم وہاں سے کعبہ کو روانہ ہو گئے، حضرت آدم کا قدم جس جگہ پڑتا

یوم الترویہ

(۸ ذی الحجہ)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَ اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ یَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّ عَلٰی كُلِّ ضَامِرٍ یَّاْتِیْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ... الخ (اے ابراہیمؑ تمہاری اولاد ہو یا دوسرے مومن سب کو حج کے لئے پکارو، کچھ ان میں سے پاپیادہ اور کچھ دبلے (سفر کے عادی) اونٹوں پر سوار حج کے لئے تمہارے پاس دور اور نزدیک کی مسافتوں سے آجائیں گے۔)

یہ آیت سورہ حج کی ہے اور یہ سورۃ قرآن کریم کی عجیب تر سورتوں میں ہے کیونکہ اس میں مکی آیات بھی ہیں اور مدنی بھی، سفری بھی ہیں اور حضری (غیر حالت سفر) بھی، رات والی بھی ہیں اور دن والی بھی، ناسخ بھی ہیں اور منسوخ بھی ہیں، تیسویں آیت سے آخری سورت تک تمام آیات مکی ہیں، مدنی آیات پندرھویں آیت سے اُنتیسویں تک ہیں پانچ پہلی آیات رات میں نازل ہونے والی ہیں اور چھ سے نو تک دن میں نازل شدہ ہیں۔ ایک سے بیسویں آیت تک حضری آیات ہیں اور بقیہ سفری ہیں۔ اس سورہ کو مدنی اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ مدینہ کے قریب ان کا نزول ہوا، ناسخ آیت یہ ہے اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقٰتَلُوْنَ الاخر اور منسوخ یہ تین آیات ہیں۔ (۱) وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِیٍّ اس کی ناسخ آیت سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنْسٰۤی ہے دوسری منسوخ آیت ہے اَللّٰهُ یَحْكُمُ بَیْنَكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كُنْتُمْ فِیْهِ تَخْتَلِفُوْنَ ۝ اس کی آیت سَیف یعنی آیت جہاد ناسخ ہے۔ تیسری منسوخ آیت ہے وَ جَاهِدُوْا فِی اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ؕ اس کی ناسخ آیت ہے۔ فَاتَّقُوا اللّٰهَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ۝

آیت مذکورہ (وَ اَذِّنْ ..... الخ) میں حج کے لئے ایک عمومی حکم اس وقت دیا تھا جب خانہ کعبہ کی تعمیر سے فارغ ہو کر انھوں نے جناب الٰہی میں عرض کیا تھا۔ الٰہی! اس مکان کا حج کون کرے گا؟ اللہ تعالیٰ نے حج کے لئے لوگوں کو پکارنے کا حکم آپ کو دیا۔ آپ نے کوہ بوقبیس پر تشریف لے جا کر بلند آواز سے پکارا! لوگو! اپنے رب کے فرمان کو قبول کرو اللہ تم کو اپنے گھر کا حج کرنے کا حکم دے رہا ہے۔ یہ کوہ قبیس وہی (پہاڑ) ہے جس کی تلہٹی میں صفا پہاڑی ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس پکار (ندا) کو ہر اس مومن مرد اور عورت نے سن لیا جو روئے زمین پر موجود تھا، یا صلب پدر یا شکم مادر میں تھا، آجکل حج کے موقع پر جو لَبَّیْكَ کہی جاتی ہے یہ اسی دعوت کا جواب ہے جو اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دی تھی اس روز اس دعوت پر جس نے لبیک کہا تھا وہ خانہ کعبہ کی زیارت کے بغیر دنیا سے رخصت نہیں ہوگا۔

اعرابی سے فرمایا پھر کس طرح یہ ہو سکتا ہے کہ تم کو حاجی کا ثواب مل جائے۔ (تم حاجی کے مرتبہ کو پہنچ جاؤ)۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کعبہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان یہ (کعبہ) کیسا گھر ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا علیؓ! اس کی بنیاد اللہ نے ڈالی تاکہ میری اُمت کے گنہگاروں کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ سیاہ پتھر کیا ہے؟ حضور نے فرمایا یہ جنتی جوہر ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اُتار دیا، یہ سورج کی کرنوں کی طرح تابندہ و رخشندہ تھا لیکن جب سے اس کو مشرکوں نے ہاتھ لگایا اس کی سیاہی بڑھتی رہی اور اس کا رنگ بگڑ گیا۔

ابن ابی ملیکہؒ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا میں نے خود رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ اس بیت الحرام پر ہر شب و روز میں ایک سو بیس رحمتیں نازل ہوتی ہیں ساٹھ تو کعبہ کا طواف کرنے والوں کے لئے اور چالیس کعبہ کے گرد اعتکاف کرنے والوں کے لئے اور بیس اس کی طرف دیکھنے والوں کے لئے ہیں۔

زہریؒ نے بروایت سعید بن المسیبؒ حضرت عمرؓ بن ابی سلمہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حق تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بندوں کو صحت و تندرستی عطا کی عمریں درازی بخشی اگر تین ایسے سال گزر جائیں کہ وہ اس گھر (کعبہ) کی طرف نہ آئیں تو یقیناً وہ محروم ہے، بیشک وہ محروم ہے۔

حجرِ اسود[1]

حضرت ابو سعید خدریؓ نے فرمایا کہ ہم نے امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کی خلافت کے ابتدائی زمانے میں حج کیا، جب وہ مسجد حرام میں داخل ہو کر حجر اسود کے پاس کھڑے ہوئے تو فرمایا یقیناً تو ایک پتھر ہے نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ نفع اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے نہ دیکھا ہوتا تب میں بھی تجھے بوسہ نہ دیتا، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ فرمایا اے امیر المومنین ایسا نہ فرمایئے بیشک حجر اسود خدا کے حکم سے نفع و نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر آپ نے قرآن پڑھا ہوتا اور مضمون قرآن کو سمجھا ہوتا تو آپ اس کا انکار نہ کرتے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو الحسنؓ! کتاب اللہ میں اس کی تشریح کیا ہے؟ حضرت علیؓ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا بَلٰى ۛ شَهِدْنَا ۛ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝

(اور اے محبوب یاد کرو! جب تمہارے رب نے اولاد آدم کی پشت سے انکی نسل نکالی اور انہیں ان پر گواہ کیا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں تو سب نے کہا کیوں نہیں ہم گواہ ہوتے کہ قیامت کے دن یہ نہ کہو کہ ہم کو خبر نہ تھی۔ (سورہ الاعراف پ۹)

یہ اقرار نامہ ایک صحیفہ پر لکھا اس کے بعد اس پتھر کو طلب کیا اور یہ اقرار نامہ اس پتھر کو نگلا دیا، پس اس جگہ یہ اللہ کا مقرر کردہ امین ہے تاکہ قیامت کے دن اس شخص کی شہادت دے جس نے اپنے اقرار کو پورا کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے ابو الحسنؓ اللہ نے آپ کے سینے میں بڑا علمی خزانہ پوشیدہ رکھا ہے۔

ابو صالحؒ نے بروایت حضرت ابو ہریرہؓ بیان کیا کہ رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا "حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں وہ جو دعا کرتے ہیں اللہ ان کی دعا قبول فرماتا ہے اور جب وہ گناہوں کی مغفرت چاہتے ہیں تو اللہ ان کے گناہ معاف فرما دیتا

---

[1] حجرِ اسود۔

ترویہ کہتے ہیں ترویہ بروزن تفعلہ بمعنی سیراب کرنا ہیں یہ ارتوی سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں پانی پیا اور غسل کیا اور حاجی اس روز کثرت سے آب زمزم پیتے ہیں۔ ایک وجہ تسمیہ یہ بتائی ہے کہ ترویہ کے معنی ہیں غور کرنا، سوچنا، حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آٹھ تاریخ کی رات کو خواب میں دیکھا تھا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں صبح کو سوچ میں پڑ گئے اور غور کرنے لگے کہ یہ خواب دشمن خدا شیطان کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے، دن بھر سوچتے رہے جب عرفہ کی شب آئی تو غیب سے کہا گیا "جو کچھ تم سے کہا گیا ہے وہی کرو"۔ اس وقت آپ نے سمجھ لیا کہ یہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا، اسی بنا پر اس کا نام یوم ترویہ رکھا گیا، اور نویں تاریخ کو یوم عرفہ (پہچان کا دن) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (لوگوں میں حج کی منادی کر دو) اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیلؑ کو حکم دیا کہ وہ اس کے بندوں کو اس کے گھر کی طرف آنے کی دعوت دیں، چنانچہ یہ دعوتیں چار ہیں: پہلی دعوت اللہ کی طرف سے بندوں کو ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَاللّٰہُ یَدْعُوْٓا اِلٰی دَارِ السَّلٰمِ (اور اللہ تم کو دار السلام کی طرف بلاتا ہے) یہ دعوت ایک گھر سے دوسرے گھر کی طرف ہے۔ بیت الم سے عزت خانے کی طرف آنے کا حکم: غیبت کے مقام سے (جہاں اللہ کا مشاہدہ نہیں تھا) مشاہدہ کے مقام کی طرف آنے کی دعوت دی۔ سیر کے زوال پذیر مقام سے مقام بقا کی طرف بلایا بندوں کو ایسے گھر کی طرف بلایا جہاں کا آغاز رونے سے اور درمیانی راستہ تکلیف سے اور آخری حصہ فنا ہے، ایسے گھر کی طرف بلایا جس کے شروع میں عطا، درمیان میں رضا اور آخر میں دیدار الٰہی ہے۔

۲۔ دوسری دعوت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اُمت کو اسلام کی دعوت، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِ الْحَسَنَۃِ اللہ کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ دعوت کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد فرمایا لیکن اُمت کو سیدھی راہ پر چلانا رسول اللہ کے فرائض میں نہیں رکھا گیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے بُعِثْتُ ھَادِیًا وَّلَیْسَ اِلَیَّ مِنَ الْھِدَایَۃِ شَیْءٌ مجھے راہنما بنا کر بھیجا گیا ہے لیکن یہ میرے اختیار میں نہیں ہے کہ میں کسی کو زبردستی اچھے راستہ پر ڈال دوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَبُعِثَ اِبْلِیْسُ غَاوِیًا وَّلَیْسَ اِلَیْہِ مِنَ الضَّلَالَۃِ شَیْءٌ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اِنَّکَ لَا تَھْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ آپ جس کو پسند کریں اس کو ہدایت پذیر نہیں بناتے بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ پر چلاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب کی ہدایت یابی کی درخواست کی حق تعالیٰ نے ان کو ہدایت یاب بنانے سے انکار کر دیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قاتل وحشی بندہ زر جہ ابوسفیان کے غلام کو ہدایت یاب بنا دیا، گویا اللہ تعالیٰ اپنے رسول سے فرما رہا ہے، اے محمدؐ! تمہارے ذمہ صرف دعوت دینا ہے۔ یَآ اَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ اے رسول آپ پر جو کچھ اُتارا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچا دیجئے ایک اور آیت میں ہے: اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا وَّدَاعِیًا اِلَی اللّٰہِ بِاِذْنِہٖ وَسِرَاجًا مُّنِیْرًا بیشک ہم نے آپ کو شاہد، بشارت دینے والا، ڈرانے والا، اللہ کے حکم سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

وہ مرد ہوں یا عورت وہ اللہ کے خدمت گذار ہیں ان کی جزا جنت ہے (اس کے سوا کچھ نہیں)۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن تمام لوگوں سے زیادہ لمبی (اونچی) گردن مؤذن کی ہوگی۔ یہ بھی فرمایا کہ جس نے سات سال تک اذان دی اللہ تعالیٰ اسے دوزخ سے نجات عطا فرمائے گا بشرطیکہ وہ اذان حسن نیت کے ساتھ دے نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مؤذن کو اس کی بلند آوازی (صوتی) کے اعتبار سے بخشے گا (جتنی بلند آواز ہوگی اتنا ہی اس پر لطف و کرم مبذول ہوگا) اس کی تصدیق ہر وہ خشک و تر چیز کرے گی جس نے وہ آواز (اذان) سنی ہوگی۔
چوتھی دعوت ابراہیم علیہ السلام کی ہے، حق تعالیٰ نے فرمایا اَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ (لوگوں کو حج کی دعوت دو) اس کی تشریح اولاً کی جا چکی ہے۔

یوم عرفہ کے فضائل

تکمیل نعمت کا دن

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ۝ (آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا)۔ یہ آیت کریمہ عرفات میں نازل ہوئی ہے اس آیت کے علاوہ اس سورہ کی کوئی اور آیت مکی نہیں وہ تمام آیتیں مدینہ میں نازل ہوئیں، یہ سورہ، سورۂ مائدہ ہے؛ اس آیت میں دین سے مراد حلال و حرام کے دینی قوانین ہیں اور نعمت سے مراد ہے وہ احسان کہ آئندہ سے عرفات (کے میدان) میں مسلمانوں کے ساتھ کافر اور مشرک جمع نہیں ہوں گے۔ رَضِیْتُ کے معنی ہیں میں نے پسند کیا میں نے انتخاب کیا! یہ آیت عرفہ کے دن حجۃ الوداع میں عرفات کے مقام پر اتری، اس آیت کے نزول کے بعد چند ہی دن مزید سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم رونق افروز عالم رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی رحمت و رضوان کی طرف طلب کر لیا۔ یہ تشریح و تفسیر حضرت عبداللہ ابن عباس اور دوسرے مفسرین نے کی ہے۔

محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں کہ فتح مکہ کے دن یہ آیت نازل ہوئی۔ حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ الیوم کا اشارہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور رسالت کی طرف ہے۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ "الیوم" سے یوم ازل کی طرف اشارہ ہے، اور "اتمام" سے وقت کی طرف اور رضا سے ابد کی طرف اشارہ ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ دین کا کمال دو چیزوں میں ہے ایک معرفت الٰہی دوم سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع و پیروی ہے؛ بعض نے کہا ہے کہ دین کا کمال امن و فراغت میں ہے اس لئے کہ جب تم اس سے بے خوف ہو گئے جس کا ضامن اللہ تعالیٰ ہے تب تم اس کی عبادت کے لئے فارغ ہو گئے۔ بعض حضرات نے کہا کہ دین کا کمال گردش، قوت اور مخلوق کی طرف سے بیزاری ہے، ان تمام چیزوں سے کنارہ کش ہو کر اس کی طرف رجوع ہو جائے جو کل کا مالک ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ تکمیل دین یہ ہے کہ حج کے لئے عرفہ کا دن مقرر کر دیا کیونکہ اسلام سے پہلے لوگ ہر سال مس حج کرتے تھے جب اللہ تعالیٰ نے حج کا دن مقرر کر دیا اور اس کو فرض کر دیا تو اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ

طارق بن شہابؓ زبیری سے مروی ہے کہ ایک یہودی نے حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ لوگ ایک ایسی آیت پڑھتے ہیں کہ اگر وہ ہم پر نازل ہوئی ہوتی اور اس کا روز نزول ہم کو معلوم ہوتا تو ہم لوگ اس روز عید مناتے حضرت عمرؓ نے فرمایا وہ کون سی آیت ہے۔ یہودی نے کہا الیوم اکملت لکم۔ الخ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس روز اور کہاں نازل ہوئی! یہ آیت عرفہ کے روز، جمعہ کے دن نازل ہوئی، ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات کے میدان میں ٹھہرے ہوئے تھے اور اللہ کا شکر ہے کہ یہ دونوں دن ہمارے لئے عید کے دن ہیں۔ (جمعہ اور روز حج)۔ اور جب تک ایک مسلمان بھی دنیا میں باقی رہے گا یہ دن مسلمانوں کے لئے عید کا دن ہی رہے گا۔

ایک یہودی نے حضرت ابن عباسؓ سے عرض کیا کہ اگر یہ دن ہم میں ہوتا تو ہم اس روز عید مناتے۔ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ یوم عرفہ سے بڑھ کر عید کا اور کونسا دن ہوگا۔

عرفات اور عرفہ
کے معانی

موقف کو عرفات اور موقف کے دن کو عرفہ کیوں کہا جاتا ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے، اس کی توجیہ مختلف فیہ ہے۔ ضحاکؒ نے کہا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ہندوستان میں اور حضرت حوا کو جدہ میں اتارا گیا۔ حضرت آدمؑ حوا کو اور حوا آدم علیہ السلام کو ڈھونڈتے رہے، آخر کار ایک مدت بعد دونوں عرفات کے میدان میں عرفہ کے دن مل گئے، ایک دوسرے کو پہچان لیا، اس لئے اس دن کا نام عرفہ اور مقام کا نام عرفات رکھا گیا۔

سدیؒ کا قول ہے کہ عرفات کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ حضرت ہاجرہ حضرت اسماعیل کو لیکر حضرت سارہؓ کے پاس سے چلی آئیں اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود نہ تھے جب آئے تو اسماعیل کو موجود نہ پایا، حضرت سارہ نے واقعہ بیان کیا کہ ہاجرہ اسمٰعیل کو لیکر چلی گئیں، حضرت ابراہیم حضرت اسماعیل کی تلاش میں روانہ ہو گئے۔ آخر عرفات میں دونوں مل گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسماعیلؑ کو پہچان لیا اسی لئے اس مقام کا نام عرفات ہو گیا۔

ایک روایت میں آیا ہے (جو مرفوع ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام فلسطین سے روانہ ہوئے تو حضرت سارہ نے آپ کو قسم دی کہ آپ میرے پاس واپس آنے تک سواری سے نہ اتریں۔ (یعنی حضرت ہاجرہ سے قربت نہ کریں) حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسماعیل کو دیکھ کر لوٹ آئے پھر ایک سال تک سارہ نے حضرت ابراہیمؑ کو حضرت اسماعیلؑ کے پاس نہیں جانے دیا۔ (ایک سال تک روکے رکھا)۔ ایک سال بعد سارہ نے اجازت دے دی آپ روانہ ہو گئے اور مکہ کے کوہستان تک پہنچ گئے لیکن باوجود رات بھر چلنے اور دوڑتے پھرتے رہنے کے آپ کو منزل نہیں ملی، تنہائی رات گزرنے پر اللہ تعالیٰ کے حکم سے میدان عرفات میں ٹھہرے رہے، صبح ہوئی تو بستیاں اور وبال کے راستے پہچان لئے اسی شناخت اور پہچان کی وجہ سے اس کو یوم عرفہ قرار دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ الٰہی اس جگہ کو اپنا گھر بنانے جو

عرف (یعنی پاک اور صاف) سے ماخوذ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَعَرَّفَهَا لَهُمْ (اُن کے لئے اس کو پاکیزہ بنا دیا) یہ منا کی ضد ہے کیونکہ منا وہ مقام ہے جہاں خون بہایا جاتا ہے۔ وہاں گوبر بھی ہوتا ہے اور خون بھی اس لئے یہ مقام پاک نہیں رہتا۔ عرفات میں یہ پلیدیاں نہیں ہوتی ہیں اس لئے اس کو عرفات کہا گیا۔ یوم وقوف یوم عرفہ ہوتا ہے اس کی وجہ تسمیہ بقول بعض یہ ہے کہ عرفہ میں لوگ ایک دوسرے کو پہچان لیتے ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان دونوں لفظوں کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ عرف کے معنی ہیں صبر، خشوع اور خضوع (گڑگڑانا۔ گریہ وزاری اور عاجزی کرنا) چنانچہ رَجُلٌ عَارِفٌ وہ شخص ہے جو صبر کرنے والا اور عاجزی کرنے والا ہو۔ ایک ضرب المثل ہے النَّفْسُ عُرُوْفٌ وَمَا حَمَلْتَهَا تَحَمَّلُ۔ نفس بڑا صابر ہے اس پر جو کچھ بوجھ رکھ دو وہ اٹھا لیتا ہے۔

شاعر ذوالرمہ کا قول ہے عُرُوْفٌ لِمَا حَطَّتْ مَقَادِيْرُهُ حکم خداوندی اس پر جو کچھ لاڈالتا ہے وہ اس پر صبر کرتا ہے، چونکہ حاجی بھی اس جگہ پر بہت کچھ گریہ وزاری کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں طرح طرح کی تکالیف اور شدائد اس عبادت کی تکمیل کے لئے برداشت کرتے ہیں اس لئے اس دن کو عرفہ اور مقام کو عرفات کہتے ہیں۔

عرفہ کے روز و شب

روز عرفہ اور شب عرفہ کی فضیلت

شیخ ہبۃ اللہ بن مبارکؒ نے بالاسناد حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "یوم عرفہ سے افضل کوئی دن نہیں ہے، اللہ تعالیٰ اس دن زمین والوں کے ذریعہ آسمان والوں پر فخر کرتا ہے اور فرماتا ہے "میرے ان بندوں کو دیکھو بکھرے اور گرد آلود بال ہیں میرے پاس دور دراز راستوں سے میری رحمت کی امید اور میرے عذاب کا خوف لے کر آئے ہیں"۔ لہٰذا یوم عرفہ سے زیادہ دوزخ سے رہائی کا دن کوئی دوسرا نہیں ہے اس دن جتنے مجرم دوزخ سے رہائی پاتے ہیں کسی اور دن نہیں پاتے)۔

شیخ ہبۃ اللہؒ نے بالاسناد حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفہ کے دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

"اے لوگو! گھوڑوں اور اونٹوں کو ایذا پہنچانے اور لاغر کرنے میں نیکی نہیں ہے۔ عمدہ اور اچھی رفتار سے چلو اور کمزوروں پر رحم کھاؤ، کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچاؤ"۔

حضرت نافعؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ نے فرمایا "اللہ تعالیٰ عرفہ کے دن اپنے بندوں پر نظر فرماتا ہے تو جس کے دل میں ذرا سا بھی ایمان ہوتا ہے وہ ضرور بخشدیا جاتا ہے۔ میں نے حضرت ابن عمرؓ سے پوچھا کہ یہ مغفرت تمام لوگوں کے لئے ہے یا اہل عرفات کے ساتھ مخصوص ہے؟ انھوں نے فرمایا "یہ مغفرت تمام لوگوں کے لئے ہے"۔

شیخ ہبۃ اللہؒ نے بالاسناد حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت کی کہ انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

تمہارے گناہوں کو معاف کر دیا اور تمہارے وہ گناہ بھی معاف کر دیئے جو ایذا رسانی کے باعث تم پر ہوئے تھے اور ایذا رسانوں کے
ثواب کا بھی ذمہ دار ہو گیا! چلو اللہ کا نام لے کر چلو! آپ کے اس ارشاد کے بعد ایک اعرابی آپ کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر کھڑا ہو گیا
اور اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے! دنیا میں ایسا کوئی کام نہیں
جو میں نے نہیں کیا، میں نے جھوٹے حلف بھی اٹھائے ہیں تو کیا میں بھی ان لوگوں میں شامل ہوں جن کی آپ نے صفت بیان کی ہے؟
حضور والا نے ارشاد فرمایا اے اعرابی! اب تو از سر نو نیک عمل کرنا شروع کر دے! تیرے پہلے تمام گناہ بخش دیئے گئے!!!
مہار چھوڑ دے!!!

شیخ ہبۃ اللہ بن مبارک نے بالاسناد حضرت عباس بن مرداس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے عرفہ کی رات اپنی اُمت کے لئے مغفرت، بخشش اور رحمت کی دعا فرمائی اس کے بعد آپ نے فرمایا بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے میری
اُمت کو بخش دیا سوائے ان کے جو ایک دوسرے پر ظلم کریں، لہٰذا اللہ تعالیٰ نے وہ گناہ بخش دیئے جو بندے اور اللہ کے درمیان
تھے، پھر آپ نے فرمایا! الٰہی!! یقیناً تو قادر ہے کہ اس مظلوم کو اس پر کئے گئے ظلم کا بہتر ثواب عطا فرمائے اور اس ظالم کو
بخش دے! حضورؐ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس رات جواب عطا نہیں فرمایا پھر جب مزدلفہ کی رات آئی تو حضور (صلی اللہ علیہ وسلم)
نے پھر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آپ کو جواب عطا فرمایا کہ "میں نے ان کو بھی بخش دیا" راوی کا بیان
ہے کہ اس وقت حضورؐ نے تبسم فرمایا، ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ حضور ایسے وقت مسکرائے کہ اس سے پہلے ایسے وقت
کبھی تبسم نہیں فرماتے تھے (یعنی دعا کے وقت)، آپ نے فرمایا میں دشمن خدا ابلیس کی حالت پر مسکرایا جب اس کو معلوم ہوا کہ
میری مراد کے مطابق اُمت کے لئے اللہ تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی ہے تو وہ اپنی بربادی اور تباہی کو پکارنے لگا اور سر پر
خاک ڈالنے لگا۔

حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ عرفہ کے دن رسول اللہ عرفات کے اس مقام پر تشریف فرما تھے جہاں بندے
اللہ کے حضور میں ہاتھ پھیلاتے ہیں اور چلا چلا کر دعا مانگتے ہیں۔ کہ جبرئیل نازل ہوئے اور کہا اے محمدؐ (رسول اللہ) خدائے
بزرگ و برتر آپ کو سلام کہہ رہا ہے اور فرماتا ہے کہ یہ لوگ میرے گھر کے حاجی اور میری زیارت کے لئے آنے والے ہیں۔
یہ جس کی ملاقات کو آئے ہیں اس پر لازم ہے کہ آنے والے کی توقیر کرے میں آپ کو اور اپنے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ
میں نے ان سب کو بخش دیا اور جمعہ کے دن زیارت کرنے والوں کے ساتھ ایسا ہی کرتا رہوں گا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عرفہ کے دن جب شام ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں ٹھہرے
ہوئے تھے آپ نے لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر تین بار فرمایا۔ اللہ کے ان مہمانوں کو مرحبا! یہ جو سوال کرتے ہیں ان کا سوال
پورا کیا جاتا ہے، دنیا میں اُن کے رزق میں برکت پیدا کرتا ہے اور آخرت میں ہر درہم کے عوض اللہ تعالیٰ ہزار درہم ان کو
عطا فرمائے گا۔ کیا میں تم کو بشارت دوں! صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں (ضرور دیجئے) آپ نے فرمایا جب یہ رات آتی ہے
تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول فرماتا ہے پھر اپنے فرشتوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ زمین پر اتر جائیں چنانچہ فرشتے اتنے کثیر
تعداد میں اترتے ہیں کہ اگر سوئی گرے تو فرشتے پر گرے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ملائکہ! میرے بندوں کو دیکھو کہ یہ کیسے پاگل

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص عرفہ کے دن دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ تین بار (سورۂ فاتحہ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرے) پھر سورۂ کافرون تین بار اور سورۂ اخلاص ایک بار، ہر بار سورۃ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

یوم عرفات کی دعائیں

شیخ ہبۃ اللہؒ نے اپنی اسناد کے ساتھ عمر لیثیؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہم کو اطلاع ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل کے توسط سے پانچ دعائیں بطور ہدیہ بھیجیں، جبرئیل نے کہا کہ آپ یہ پانچ دعائیں پڑھا کریں۔ اللہ کو ذی الحج کے عشرہ کی عبادت سے زیادہ کسی دن کی عبادت محبوب اور پسندہ نہیں ہے۔

پہلی دعا پہلی دعا یہ ہے:۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اسی کے قبضہ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

دوسری دعا دوسری دعا یہ ہے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا لَمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۝

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ معبود ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے نہ اس کے بیوی ہے نہ بچے۔

تیسری دعا تیسری دعا یہ ہے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہ زندہ ہے اس کے لئے موت نہیں ہے اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

چوتھی دعا چوتھی دعا یہ ہے:۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعٰى لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى ۝

میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہی کافی ہے، اللہ کو جس نے پکارا اس نے اس کی پکار سنی اللہ کے سوا کوئی اور منتہیٰ نہیں ہے

پانچویں دعا پانچویں دعا یہ ہے:۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَلَكَ يَا رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجْرِيْ

الٰہی! تو ہی ساری تعریفوں کے لائق ہے جیسا کہ تو نے آپ اپنی تعریف فرمائی ہے۔ ہماری ہر تعریف سے تو بالاتر اور بہتر ہے! الٰہی میری نماز میری عبادت، میری زندگی اور میری موت سب تیرے ہی لئے ہے میری میراث بھی خاص تیرے لئے ہے! اے مالک ہر صورت میں تیری ہی بارگاہ میں عذاب قبر سے بچنے کی درخواست کرتا ہوں، میرے کاموں کی پراگندگی سے مجھے بچا جس چیز پر ہوا چلتی ہے میں اسکی بہتری کے لئے تیرے حضور

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص عرفہ کے دن دو رکعتیں پڑھے اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ تین بار (سورۂ فاتحہ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرے) پھر سورۂ کافرون تین بار اور سورۂ اخلاص ایک بار، ہر بار سورۃ کو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع کرے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم گواہ رہو میں نے اس کے گناہ بخش دیئے۔

یوم عرفات کی دعائیں

شیخ ہبۃ اللہؒ نے اپنی اسناد کے ساتھ عمر لیثیؓ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے کہا ہم کو اطلاع ملی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس حضرت جبرئیل کے توسط سے پانچ دعائیں بطور ہدیہ بھیجیں، جبرئیل نے کہا کہ آپ یہ پانچ دعائیں پڑھا کریں۔ اللہ کو ذی الحج کے عشرہ کی عبادت سے زیادہ کسی دن کی عبادت محبوب اور پسندہ نہیں ہے۔

پہلی دعا پہلی دعا یہ ہے:۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کو حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اسی کے قبضہ میں خیر ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

دوسری دعا دوسری دعا یہ ہے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا صَمَدًا لَّمْ يَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ معبود ہے، ایک ہے، بے نیاز ہے نہ اس کے بیوی ہے نہ بچے۔

تیسری دعا تیسری دعا یہ ہے:۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ہ

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اسی کے لئے حمد ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے، وہ زندہ ہے اس کے لئے موت نہیں ہے اسی کے قبضہ میں بھلائی ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

چوتھی دعا چوتھی دعا یہ ہے:۔ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَكَفٰى سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ دَعٰى لَيْسَ وَرَاءَ اللّٰهِ مُنْتَهٰى ہ

میرے لئے اللہ کافی ہے اور وہی کافی ہے، اللہ کو جس نے پکارا اس نے اس کی پکار سنی اللہ کے سوا کوئی اور منتہیٰ نہیں ہے

پانچویں دعا پانچویں دعا یہ ہے:۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ وَلَكَ يَا رَبِّ تُرَاثِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَتَاتِ الْاَمْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَجْرِيْ

الٰہی! تو ہی ساری تعریفوں کے لائق ہے جیسا کہ تو نے آپ اپنی تعریف فرمائی ہے۔ ہماری ہر تعریف سے تو بالاتر اور بہتر ہے! الٰہی میری نماز میری عبادت، میری زندگی اور میری موت سب تیرے ہی لئے ہے میری میراث بھی خاص تیرے لئے ہے! اے مالک ہر صورت میں تیری ہی بارگاہ میں عذاب قبر سے بچنے کی درخواست کرتا ہوں، میرے کاموں کی پراگندگی سے مجھے بچا جس چیز پر ہوا چلتی ہے میں اس کی بہتری کے لئے تیرے حضور

ضحاکؒ کہتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں جب لوگ عرفات میں جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ حج اکبر کا دن ہے جو شخص آج رات یا دن میں عرفات میں نہیں پہنچا اس کا حج نہیں ہوا، آج پروردگار سے دعا کرنے اور مانگنے کا دن ہے آج تہلیل و تکبیر اور تلبیہ کا دن ہے جو شخص آج اس جگہ پہنچے گا اور اپنے پروردگار سے مانگے گا محروم رہا وہی محروم ہے۔ حقیقت میں تم ایسے سخی سے مانگتے ہو جو عطا میں بخل نہیں کرتا اور ایسے متحمل و بردبار سے مانگتے ہو جو جہل (غصہ) نہیں فرماتا، ایسے عالم سے مانگتے ہو جو بھولتا نہیں۔ جس نے اپنے گھر رہ کر عرفہ کے دن روزہ رکھا گویا اس نے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے روزے رکھے۔

عرفہ کی شام کی وہ دعائیں

جو

سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خصوصیت کے ساتھ فرماتے

عرفہ کی وہ دعائیں جو آنحضرتؐ کے ساتھ مخصوص تھیں

شیخ ہبۃ اللہؒ نے بالاسناد حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انھوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ موقف عرفہ میں اس دعا سے افضل اور کوئی قول یا عمل نہیں ہے۔ اس دعا کو پڑھنے والے کی طرف اللہ عزوجل توجہ فرماتا ہے"، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں قبلہ رو ہو کر دعا مانگنے والے کی طرح دونوں ہاتھ پھیلا کر تین بار لَبَّیْکَ فرماتے پھر سو بار ارشاد فرماتے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ، لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ۔ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝

پھر سو مرتبہ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ اَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَاطَ بِکُلِّ شَیْءٍ عِلْمًا ۝

اور قوت اللہ ہی کے لئے ہے، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہی ہر چیز پر قادر ہے سب کچھ اللہ ہی کے احاطۂ علم میں ہے (کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں ہے)۔

فرماتے، اس کے بعد شیطان مردود سے پناہ مانگتے اور تین بار فرماتے اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ پھر تین بار سورۂ فاتحہ پڑھتے ہر بار سورۂ فاتحہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سے شروع فرماتے اور آمین پر ختم کرتے پھر سو بار سورہ اخلاص پڑھتے پھر سو بار بسم اللہ الرحمٰن الرحیم اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ پڑھتے اس کے بعد حضور جو چاہتے وہ دعا کرتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو شخص اس طرح دعا کرتا ہے تو ملائکہ سے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندہ کو دیکھو اس نے میرے گھر کی طرف رخ کیا میری بزرگی بیان کی۔ تسبیح و تہلیل میں مشغول ہوا اور جو سورۃ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھی وہی پڑھی اور میرے رسول پر درود بھیجا میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اسکے عمل کو قبول کیا اسکے اجر کو واجب کر دیا، اسکے گناہ بخش دیئے اور اس نے جو کچھ مانگا میں نے اس کی سفارش قبول کی

عرفہ کے دن کی دُعا

میں اقوال و اخبار

ابن جریجؒ نے کہا کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ فرمایا کرتے تھے کہ عرفات میں مسلمان کی دُعا زیادہ یہ ہونا چاہیے:۔

ایک حدیث

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝

الٰہی! ہم کو دنیا میں بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا کر اور اے ہمارے رب ہم کو آگ کے عذاب سے محفوظ رکھ

مجاہدؒ نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ انھوں نے فرمایا "جب سے اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان پیدا فرمائے ہیں رکن یمانی کے پاس ایک فرشتہ آمین کہنے کے لئے کھڑا ہے لہٰذا تم یہ کہو" رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ حمادؒ بن ثابت نے بیان کیا کہ لوگوں نے حضرت انس بن مالکؓ سے عرض کیا کہ ہمارے لئے دعائے مغفرت فرمائے آپ نے اس طرح دُعا فرمائی:۔ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ لوگوں نے عرض کیا کچھ مزید دعا فرمائیے آپ نے پھر وہی دعا دہرادی لوگوں نے پھر عرض کیا کہ مزید دُعا فرمائیے تو آپ نے فرمایا تم اور کیا چاہتے ہو میں نے تمھارے لئے اللہ سے دنیا اور آخرت کی بھلائی مانگ لی۔ حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر انہی الفاظ سے دُعا فرمایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کا خود ارشاد ہے کہ جو شخص یہ دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اپنے فضل و رحمت کا کچھ حصہ اس کا عطا فرمائے گا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے فَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا! بعض لوگ کہتے ہیں پروردگار ہم کو دنیا ہی عنایت کر، یعنی دنیاوی مال و متاع عنایت کر، اونٹ، بکری، گھوڑے، گائے غلام و باندی سونا چاندی عطا فرما، دنیا ہی اس کی نیت میں ہوتی ہے، دنیا ہی کی نیت سے وہ خرچ کرتا ہے، دنیا ہی کے لئے نیک کام کرتا ہے، دنیا ہی کے لئے کوشش کرتا ہے اور تھکتا ہے اور دنیا ہی اس کا منتہائے مقصود ہوتی ہے (تو ایسے لوگوں کے لئے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَمَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنْ خَلَاقٍ۔ (آخرت میں ایسے کا کچھ حصہ نہیں ہے)۔ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّقُوْلُ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اور کچھ لوگ (یعنی مومن) کہتے ہیں کہ اے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی، ہم کو دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھ۔

دنیا اور آخرت کی بھلائیاں کیا ہیں! اس کے معنی کے تعین میں مختلف اقوال ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں دنیا میں حسنہ (نیکی) سے مراد نیک بی بی (بیوی) اور آخرت میں حسنہ کے معنی حور عین ہے وَقِنَا عذاب النار سے مراد بُری بیوی ہے۔

حضرت حسن بصریؒ نے فرمایا دنیا میں حسنہ سے مراد علم و عبادت اور آخرت میں حسنہ سے مراد جنت ہے۔ سدیؒ

جنت سے رواں ہے جس کا اندرونی حصّہ (اندر کی سطح) کھوکھلے موتی (سے بنا) ہے اور اس کے دونوں کناروں پر سبز یاقوت کے قبّے ہیں، جس کا پانی شہد سے زیادہ شیریں، مکھن سے زیادہ نرم اور جس کی کیچڑ خالص مشک سے زیادہ خوشبودار ہے، اس کی مٹی سفید کافور اور اس کی کنکریاں موتی اور یاقوت کی ہیں۔ تیر کی طرح اس کے پانی کی روانی ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ نہر اپنے پیغمبر محمدؐ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائی ہے۔

مقاتلؒ کہتے ہیں کہ کوثر اس نہر کا نام ہے جو وسط جنت میں رواں ہے۔ چونکہ یہ نہر اپنے اوصاف اور خوبیوں میں جنت کی تمام نہروں سے افضل ہے اس لئے اس کا نام کوثر ہے، یہ نہر عجاج یعنی لہروں والی ہے (اس میں لہریں اٹھتی رہتی ہیں) تیر کی مانند رواں ہے۔ اس کی مٹی خالص مشک کی، کنکریاں یاقوت زمرد اور موتی کی ہیں، اس کا پانی برف سے زیادہ سفید مکھن سے زیادہ نرم اور شہد سے زیادہ شیریں ہے، اس نہر کے دونوں کناروں پر کھوکھلے موتی کے گنبد ہیں، ہر گنبد کی لمبائی چوڑائی ایک ایک فرسنگ ہے، ہر گنبد کے چار ہزار سنہری دروازے ہیں اور ہر گنبد میں ایک طرحدار حور موجود ہے جس کی ستر ہزار خادمائیں ہیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے شب معراج میں جبرئیل سے دریافت کیا کہ یہ خیمے کیسے ہیں؟ انھوں نے بتایا کہ یہ جنت میں آپ کی بیویوں کے رہنے کے مکانات ہیں۔ کوثر سے اہل جنت کے لئے وہ چار نہریں نکلتی ہیں، جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں فرمایا ہے، ایک نہر پانی کی۔ ایک دودھ کی۔ ایک شراب (شربت) کی اور ایک شہد کی ہے۔

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ کی تفسیر میں مقاتلؒ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب ہے کہ نماز پنجگانہ پڑھو اور قربانی کے دن جانور (اونٹ، بکری) ذبح کرو، بعض نے کہا ہے کہ اس سے مراد عید کی نماز پڑھنا ہے اور منا میں اونٹ کی قربانی کرنا ہے۔ بعض علمائے انحر کی تشریح میں کہا ہے کہ اپنے ہاتھوں کو تکبیر کے لئے ہنسلی کی ہڈی تک اٹھاؤ (نحر تک) اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے سینہ کو قبلہ رخ کرو۔

اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ عاص بن وائل کہتے ہیں کہ اس کی تشریح یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سہم کے دروازے سے کعبہ میں داخل ہوئے، اندر قریش بیٹھے ہوئے تھے، حضور ان کے سامنے سے گزر گئے اور آپ ان کے پاس نہیں رکے اور باب صفا سے باہر تشریف لے گئے اُن لوگوں نے داخل ہوتے وقت تو آپ کو دیکھا نہیں جاتے وقت دیکھ لیا مگر پہچان نہ سکے (پشت ہونے کے باعث) لیکن اسی وقت عاص بن وائل بن ہشام بن سعید بن سعد باب صفا سے کعبہ میں داخل ہو رہا تھا اس نے آپ کو دیکھکر پہچان لیا، یہ وہ زمانہ تھا کہ حضور والا کے صاحبزادے عبداللہ کا انتقال ہو چکا تھا، اہل عرب کا قاعدہ اور معمول تھا کہ جب کسی شخص کی اولاد نرینہ باقی نہیں رہتی تھی (جو اس کی وارث بن سکے) تو ایسے شخص کو وہ ابتر کہتے تھے (یعنی نسل بریدہ) چنانچہ عاص جب اپنی قوم کے لوگوں کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا کہ وہ کون شخص تھا جو تمھیں بھی راستہ میں ملا تھا۔ (بدبخت) عاص نے فوراً جواب دیا! ابتر (مجھے ابتر یعنی نسل بریدہ ملا تھا)۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ "آپ سے بغض رکھنے

اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اِنَّا لَا نُضِیْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ ۝

جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے ہم اُن کا اَجر ضائع نہیں کرتے، نیک کام کرنے والوں کے لئے عَدن کی بہشت ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جس نے اللہ کی طاعت کی تو حقیقت میں اس نے اللہ کی یاد کی، خواہ اس کی نمازیں، اس کے روزے اور قرآن کی تلاوت کم ہو، اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا خواہ اس کی نمازیں روزے اور قرآن کی تلاوت زیادہ ہو۔ حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں "عبادت کے لئے توحید کافی ہے اور ثواب کے لئے جنت کافی ہے"

ابن کیسانؒ کی تشریح

ابن کیسانؒ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں "میری یاد کرو یعنی شکر کرو میں تمہیں یاد رکھوں گا" یعنی زیادہ اجر دوں گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ" اگر تم شکر کرو گے تو میں تم کو زیادہ عطا کروں گا۔ بعض علمائے کہا ہے کہ (اس کے معنی ہیں) میری یاد کرو یعنی مجھے واحد جانو اور مجھ پر ایمان لاؤ میں تمہاری یاد کروں گا؛ یعنی بہشت میں مراتب عطا کروں گا، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ (ان لوگوں کو بشارت ہے جو ایمان لائے اور نیک کام کئے ان کے لئے جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں)۔

بعض علمائے فرمایا ہے کہ اس کے معنی ہیں "تم زمین کے اوپر ہونے کی حالت میں میرا ذکر کرو جب تم زمین کے اندر ہو گے اور اوپر والے تم کو بھول جائیں گے تو اس وقت میں تم کو یاد رکھوں گا، جیسا کہ اصمعیؒ نے کہا ہے کہ میں نے عرفہ کے دن ایک اعرابی کو میدانِ عرفات میں دیکھا کہ وہ کھڑا کہہ رہا تھا: الٰہی! طرح طرح کی زبانوں میں تیری طرف آوازیں بلند ہو رہی ہیں (لوگ اپنی اپنی زبان میں تجھے پکار رہے ہیں) لوگ تجھ سے حاجتیں مانگ رہے ہیں، میری مراد صرف یہ ہے کہ تو مجھے مصیبت کے وقت میں یاد رکھنا جب کہ میرے گھر کے لوگ مجھے فراموش کر دینگے۔

اس آیت کے معنی اور تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ "تم مجھے دنیا میں یاد رکھو میں آخرت میں تمہیں یاد رکھوں گا"۔ ایک قول اس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ اس کے معنی ہیں "تم بندگی کے ساتھ مجھے یاد کرو میں ہر دکھ سے بچانے میں تمہیں نہیں بھولوں گا"۔ اس قول کی تائید اس ارشاد ربانی سے ہوتی ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۝ یہ قول بھی (اس کی تفسیر و تشریح میں) آیا ہے کہ تم مجھے خلاء و ملاء (جلوت و خلوت) میں یاد کرو میں تمہیں خلاء و ملاء میں یاد کروں گا اس سلسلہ میں ایک روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کتابوں (صحیفوں) میں فرمایا ہے کہ میں اپنے بندہ کے گمان کے قریب ہوں میرے بارے میں وہ جیسا چاہے گمان کرے، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جو مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے میں اسے باطن میں یاد کرتا ہوں اور جو مجھے ظاہر میں یاد کرتا ہے میں اسے ظاہر میں یاد کرتا ہوں جو میری طرف ایک بالشت بڑھتا ہے میں اس کی طرف ایک ہاتھ بڑھتا ہوں، جو میری طرف چل کر آتے ہیں۔

۔ جس مرد یا عورت نے ایماندار رہ کر نیک اعمال کئے تو ہم ضرور (آخرت میں) پاکیزہ زندگی دینگے۔

مہربانی و الفت کے ساتھ کروں گا، تم میرا ذکر تعظیم سے کرو میں تمہارا ذکر تکریم سے کروں گا، تم میرا ذکر اللہ اکبر (میری عظمت و جلال) کے ساتھ کرو میں تمہارا ذکر دوزخ سے نجات کے ساتھ کروں گا، تم میرا ذکر ظلم کو ترک کر کے کرو میں تمہارا ذکر وفا کی نگہداشت کے ساتھ کروں گا، تم میرا ذکر ترکِ خطا سے کرو میں تمہارا ذکر طرح طرح کے لطف و عطا سے کروں گا، تم میرا ذکر عبادت میں مشقت اٹھا کر کرو میں تم پر نعمت تمام کر کے تمہارا ذکر کروں گا، تم میرا ذکر جیسے تم ہو اس طرح کرو میں تمہارا ذکر جیسا کہ میں ہوں اس طرح کروں گا، بیشک و شبہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

حضرت ربیعؒ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس بندہ کو یاد فرمایا ہے کہ جو بندہ شکر بجالاتا ہے اور اس پر مزید اکرام فرماتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے اس پر عذاب کرتا ہے۔ سدیؒ نے اس آیت کے سلسلہ میں کہا ہے جو بندہ اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ اس کا ذکر فرماتا ہے جو مومن اللہ کا ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے ساتھ اس کا ذکر کرتا ہے۔ کافر اللہ کو یاد نہیں کرتا اللہ اس کو عذاب کے ساتھ یاد کرتا ہے۔

حضرت سفیانؒ بن عیینہ نے کہا کہ ہم تک یہ حدیث پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے اپنے بندوں کو وہ کچھ دے دیا کہ اگر میں جبرئیل و میکائیل کو دے دیتا تو میں نے ان کو بہت کچھ دیا ہوتا۔ میں نے اپنے بندے سے کہدیا فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ اور میں نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہدیا تھا کہ ظالموں سے کہدو کہ میری یاد نہ کریں کیونکہ جو مجھے یاد کرتا ہے میں اسے یاد کرتا ہوں اور میرا ظالموں کو یاد کرنا اس طرح ہے کہ میں ان پر لعنت کرتا ہوں۔

حضرت ابو عثمانؒ ہندی نے کہا مجھے معلوم ہے کہ میرا رب مجھے کس وقت یاد کرتا ہے لوگوں نے کہا کہ یہ کس طرح؟ آپ نے کہا اللہ نے فرمایا ہے فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ ۝ پس جس وقت میں اللہ کی یاد کرتا ہوں اسی وقت وہ میری یاد کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد (علیہ السلام) پر وحی نازل فرمائی کہ "داؤد تم مجھ سے ہی خوشی حاصل کرو اور میری ہی یاد سے راحت پاؤ"۔ حضرت سفیان ثوریؒ نے فرمایا ہر چیز کے لئے ایک عذاب موجود ہے، عارف کا عذاب ہے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے دور ہو جانا! یہ بھی کہا گیا ہے کہ جب دل میں یاد الٰہی متمکن ہو جاتی ہے اور شیطان اس کے قریب آتا ہے تو بیہوش ہو جاتا ہے جس طرح انسان کے قریب جن آتا ہے تو انسان بیہوش ہو جاتا ہے، اس وقت دوسرے شیطان پوچھتے ہیں اس کو کیا ہو گیا؟ جواب ملتا ہے اس کو انسان کا سایہ ہو گیا ہے یعنی انسان کے چھونے سے یہ بیہوش ہو گیا ہے۔

حضرت سہیلؒ بن عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی معصیت اللہ تعالیٰ کو بھلا دینے سے بھی زائد قبیح ہے بعض علماء نے کہا کہ ذکرِ خفی کو فرشتے اٹھا کر نہیں لیجاتے اس لئے کہ ذکرِ خفی بندے اور اللہ کے درمیان مخفی رہتا ہے۔ اس کی خبر فرشتوں کو نہیں ہوتی۔ ایک شخص نے کہا کہ مجھ سے ایک ایسے ذاکر کی تعریف کیگئی جو ایک جنگل میں رہتا تھا میں اس کے پاس گیا، ہم بیٹھے ہی ہوئے تھے کہ ایک بڑا درندہ آیا اور ذاکر کے پنجہ مارا اور اس کا گوشت نوچ کر لے گیا ذاکر اس صدمہ سے بے ہوش ہو گیا، مجھ پر بھی (ہیبت سے) بیہوشی طاری ہو گئی۔ جب مجھے ہوش آیا تو میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا قصہ تھا۔ ذاکر نے جواب دیا اللہ نے مجھ پر اس درندہ کو مسلط فرما دیا ہے، جب اللہ کی یاد میں مجھ سے سستی ہوتی ہے تو یہ آکر مجھے اسی طرح کاٹتا ہے جیسا تم نے ابھی دیکھا۔

مقبول نہیں ہوتیں، ان کے جواب میں دونوں آیتوں کی تفسیر و توضیح مختلف معانی کے ساتھ کی گئی ہے، بعض نے کہا ہے کہ دعا سے مراد طاعت اور اجابت سے مراد ثواب ہے، گویا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب بندہ میری طاعت کرے گا تو میں اس کو ثواب دوں گا۔ بعض علماء اور مفسرین نے کہا ہے کہ دونوں آیتوں کے الفاظ اگرچہ عام ہیں لیکن ان کے معنی خاص ہیں اصل کلام یوں تھا۔ اُجِیْبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِنْ شِئْتُ یا اِذَا وَافَقَ الْقَضَاءَ یا اِذَا لَمْ یَسْاَلْ مُحَالًا یا اِذَا کَانَتِ الْاِجَابَۃُ خَیْرًا لَّہٗ۔ یعنی میں دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں اولاً اگر میری مشیت ہو، دوسری صورت یہ کہ جب وہ دعا تقدیر (بندہ) کے موافق ہو، تیسرے جب وہ ناممکن کا سوال نہ کرے، چوتھے جب دعا کا قبول کرنا اس کے حق میں بہتر ہو، یہ تمام شرائط محذوف ہیں اور ان کی تائید اس قول سے ہوتی ہے جو علی بن ابی متوکل نے بروایت حضرت ابو سعیدؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب مسلمان اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس میں رشتہ داری سے قطع تعلق یا پھر کوئی گناہ کا سوال نہیں ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور تین چیزوں میں سے ایک چیز عطا فرما دیتا ہے یا تو اس کا مدعا فوراً دنیا میں پورا کر دیتا ہے یا آخرت میں جمع کر دیتا ہے یا کسی آنے والی برائی سے اس کو بچا لیتا ہے۔ یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ایسی صورت میں تو ہم اور زیادہ دعا کیا کریں گے حضور نے فرمایا اللہ اکبر! اس کی عطا بہت زیادہ ہے۔"

ایک علمی نکتہ بعض علماء نے کہا ہے کہ آیت الفاظ کے اعتبار سے جس طرح عام ہے اسی طرح معانی کے اعتبار سے بھی عام ہے آیت میں صرف دعا کی اجابت مذکور ہے، مراد کا دینا اور حاجت کا پورا کرنا مذکور نہیں جس طرح ایک آقا اپنے غلام کی اور ایک باپ اپنے بیٹے کی کسی بات پر ہاں کہہ دیتا ہے لیکن اس کی درخواست پوری نہیں کی جاتی۔ پس دعا کی اجابت ضرور ہوتی ہے اصل یہ ہے کہ اُجِیْبُ اور اَسْتَجِیْبُ خبریہ جملے ہیں اور خبر کبھی منسوخ نہیں ہوتی ورنہ خبر دینے والے کا کاذب ہونا لازم آئے گا اور اللہ تعالیٰ کی ذات کذب سے منزہ اور پاک ہے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی خبر کبھی خلاف واقعہ نہیں ہو سکتی!!

اس توضیح و تفسیر کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے جس کو نافعؓ نے بروایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کے لئے دعا کا ایک دروازہ کھول دیا جاتا ہے اس کے لئے اجابت کے بہت سے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ حضرت داؤد علیہ السلام پر اللہ نے وحی نازل فرمائی تھی کہ "ظالموں سے کہہ دو کہ مجھ سے دعا نہ کریں کیونکہ اجابت کو میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے اور میں ظالموں کی دعاؤں کی اجابت اس طرح کرتا ہوں کہ ان پر لعنت بھیجتا ہوں"۔ اس کی یہ تاویل بھی کی گئی کہ مومن کی دعا اللہ اسی وقت قبول کر لیتا ہے مگر عطائے مراد میں تاخیر اس لئے فرماتا ہے کہ بندہ اس کو پکارتا رہے اور اللہ تعالیٰ اس کی آواز سنتا رہے، اس مضمون کی مؤید وہ حدیث ہے جو محمد بن منکدرؒ نے بروایت حضرت جابر بن عبداللہؓ بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بندہ اللہ کو پکارتا ہے اور اللہ اس کو پسند فرماتا ہے تو کہتا ہے جبرئیل میرے اس بندے کی حاجت پوری کر دو مگر دیر سے پوری کرنا میں اس کی ہم آواز سننا پسند کرتا ہوں اور اگر بندہ اللہ سے دعا مانگتا ہے اور اللہ اس کو پسند نہیں فرماتا تو فرماتا ہے جبرئیل میرے اس بندہ کی حاجت اس کے اخلاص کی وجہ سے پوری کر دو اور جلد پوری کر دو مجھے اس کی آواز پسند نہیں۔ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن سعیدؒ نے کہا کہ میں رب العزت کے دیدار سے خواب میں مشرف ہوا تو میں نے عرض کیا الٰہی میں نے تجھ سے کتنی دعا کی لیکن تو قبول نہیں فرماتا! فرمایا کہ یحییٰ ہم کو تیری آواز پسند ہے۔

رب نے جو حکم دیا ہے اس کو بجا لائیے اور اپنے رب کی اطاعت فرمایئے! یا اَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ، گویا اسحاق سمجھ گئے کہ یہ اللہ کا حکم ہے، اسی لئے انھوں نے یوں کہا کہ جو حکم کیا گیا ہے ویسا ہی کیجئے۔ یہ نہیں کہا کہ جو خواب دیکھا ہے اسکے مطابق کیجئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے متواتر تین رات یہی خواب دیکھا تھا اور ذبح (فرزند) سے پہلے آپ نے روزہ بھی رکھا تھا اور نماز بھی پڑھی تھی۔ حضرت اسحاقؑ نے جب یہ کہا کہ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے اس کو بجا لائیے تو اس کے ساتھ یہ بھی کہا کہ آپ انشاء اللہ ذبح ہونے پر مجھے صابر پائیں گے سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ جب ان دونوں ہستیوں نے اللہ کے حکم کو تسلیم کر لیا یعنی حکم الٰہی کی اطاعت پر آمادہ ہو گئے فَلَمَّآ اَسْلَمَا تو پیشانی کے بل پر حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسحاق کو پچھاڑ دیا۔ وَتَلَّہٗ لِلْجَبِیْنِ اور پیشانی کے بال پکڑ کر ان کو ذبح کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ پر ان دونوں کی سچائی عملاً ظاہر ہو گئی تو اللہ تعالیٰ نے پکار کر فرمایا: اَنْ یّٰٓاِبْرٰھِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا اے ابراہیم تم نے بیٹے کے ذبح کرنے کے خواب کو سچ کر دکھایا اب تم اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے بجائے مینڈھا ذبح کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَفَدَیْنٰہُ بِذِبْحٍ عَظِیْمٍ اور ہم نے اس کے بدلے میں ابراہیم کو قربانی کا ایک عظیم (بڑے رتبہ والا) جانور دے دیا۔ اس مینڈھے کا نام وزیر تھا، یہ جنت میں چالیس سال تک چرنے والے مینڈھوں میں سے تھا بعض لوگوں کا قول ہے کہ یہ وہی مینڈھا تھا جو حضرت آدم کے بیٹے ہابیل شہید نے قربانی کیا تھا، یہ مینڈھا جنت میں چرا کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ہم نیکو کاروں کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں۔ اِنَّا کَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ کے حکم (ذبح فرزند) کی اطاعت کی اور نیک عمل بجا لائے اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو بہترین جزا دی۔ بعض علماء محققین کا یہ قول بھی ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے جس فرزند کے ذبح کرنے کا حکم دیا وہ حضرت اسحٰق نہیں تھے بلکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے (یہی قول قوی ہے) اس کے بعد ارشاد فرمایا اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِیْنُ ۝ یعنی بلاشبہ یہ کھلی ہوئی زحمت تھی جو اللہ نے حضرت ابراہیم کے فرزند سے درگذر فرمائی اور اس کے فدیہ میں دنبہ دے دیا۔ بعض اصحاب نے کہا ہے کہ خلیل اللہ نے جب اپنے فرزند کے حلق پر چھری پھیرنی چاہی تو ندا آئی ابراہیم لڑکے کو چھوڑ دو کیونکہ ہماری مراد فرزند کو قربان کرنا نہ تھی بلکہ مراد یہ تھی کہ فرزند کی محبت سے دل خالی ہو جائے۔ بعض کتابوں میں آیا ہے کہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) نے جب بیٹے کو ذبح کرنا چاہا تو دل میں کہا پروردگار اگر یہ ذبیحہ دوسرے کے ہاتھ سے ہو جاتا تو بہتر تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ کام تمہارے ہی ہاتھوں ہونا ہے اس وقت فرشتوں نے عرض کیا الٰہ العالمین! اس ارشاد کا موجب اور سبب کیا ہے؟ حق تعالیٰ نے فرمایا تاکہ میرے سوا کسی اور کی محبت خلیل (ابراہیم) کے دل میں نہ رہے کیونکہ میں محبت میں کسی کا شریک ہونا پسند نہیں کرتا، حضرت ابراہیمؑ نے بیٹے سے محبت کی تو اس امتحان میں مبتلا ہوئے، حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف سے محبت کی تو یوسفؑ چالیس برس ان سے غائب رہے اور حضرت یعقوبؑ کو یوسفؑ کی جدائی کی تکلیف برداشت کرنا پڑی، ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفےٰ نے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے محبت فرمائی جب یہ محبت دل میں جاگزیں ہوئی تو جبرئیل نے آکر عرض کیا کہ ان میں سے ایک کو زہر دیا جائے گا اور دوسرے کو شہید کیا جائے گا۔ مطلب یہ ہے کہ محبوب کے ساتھ کوئی دوسرا محبت میں شریک نہ ہو۔

نزدیک قربانی کا دن (یوم نحر) سب دنوں سے زیادہ عظمت والا ہے، روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہؓ سے فرمایا قربانی کے جانور کے پاس کھڑی رہو اس لئے کہ قربانی کے جانور کی گردن سے جب خون کا پہلا قطرہ گرے گا تو اس کے عوض تمہارے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس وقت یہ پڑھو اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۝ (میری نماز، عبادت، زندگی اور موت سب اللہ ہی کے لئے ہے جو ساری مخلوق کا پالنے والا ہے) حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا۔ الٰہی! اُمّتِ محمدیہ میں سے قربانی کرنے والوں کو کیا ثواب ملے گا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اس کا ثواب قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض دس نیکیاں ہیں (اس کو دس نیکیاں ہر بال کے عوض ملیں گی) اور دس گناہ مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کئے جائیں گے، حضرت داؤد نے فرمایا کہ جب وہ قربانی کے پیٹ کو چاک کرے گا تو اس کا کیا ثواب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب اس بندہ کی قبر شق ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس کو بھوک، پیاس اور قیامت کے ہول سے محفوظ کر کے نکالے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤدؑ! قربانی کے گوشت کے ہر پارچہ کے عوض جنت کے اندر اس کے لئے بختی اونٹ کے برابر ایک پرندہ مخصوص ہوگا اور ہر ٹکڑے کے عوض اس کو جنت کے اندر ایک اسپ بہشتی ہوگا اور قربانی کے جسم کے ہر بال کے بدلہ اس کو جنت میں ایک محل ملے گا اور قربانی کے سر کے ہر بال کے عوض اس کو حور ملے گی۔ اے داؤدؑ کیا تم کو معلوم نہیں کہ قربانیاں ہی قیامت کے دن پل صراط سے گزرنے کے لئے سواریاں ہوں گی، یہ قربانیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں، بلاؤں کو دفع کرتی ہیں، تم قربانیوں کا حکم دو یہ مومن کا فدیہ ہیں جیسے وہ قربانی (دنبہ) اسحاقؑ کا فدیہ تھا۔

قربانی کا جانور اچھا ہو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اچھے جانور قربانی کرو قیامت کے دن یہ تمہاری سواریاں ہوں گے۔ ایک روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آیت یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا[1] تلاوت فرمائی (اور فرمایا وہ گروہ جو اپنی قوم یا حکومت کی نمائندگی کرتا ہے اعلیٰ قسم کے اونٹوں پر سوار ہو کر آتا ہے) پل صراط سے گزرنے کے لئے ان کی سواریاں (اونٹنیاں) یہی قربانی کے جانور ہوں گے، پھر ان کو ایسی اونٹنیاں اللہ تعالیٰ مرحمت فرمائے گا کہ ایسی کسی مخلوق نے نہیں دیکھی ہوں گی، ان کے کجاوے سونے کے اور ان کی مہاریں زمرد کی ہوں گی یہ اونٹنیاں ان کو جنت تک لیجائیں گی، اتنے قریب پہنچا دیں گی کہ وہ جا کر جنت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے!

ایک روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قربانیاں بطیب خاطر کیا کرو کیونکہ جو شخص اپنی قربانی (قربانی کے جانور سے مراد ہے) کو پکڑ کر اس کا رُخ قبلہ کی طرف کرتا ہے تو قربانی کے بال اور اس کا خون اس کے لئے قیامت کے دن کے لئے محفوظ رکھا جاتا ہے، وجہ یہ ہے کہ جو خون مٹی پر گرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نگرانی و نگہداشت میں رہتا ہے۔ تم تھوڑا خرچ کرو گے جب بھی تم کو اجر زیادہ دیا جائے گا۔

روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے سیاہی مائل بڑے بڑے سینگوں والے دو دنبے طلب فرمائے پھر ایک کو لٹا کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ، الٰہی یہ (دنبہ) محمدؐ اور اہل بیت محمدؐ کی طرف سے ہے۔ پھر دوسرے

[1] جس دن پرہیزگار لوگ رحمٰن کی طرف وفد بنکر اٹھائے جائیں گے۔

امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک قربانی سنت ہے، باقی دوسرے (مجتہدین) حضرات کے نزدیک واجب ہے۔ سنت ہونے کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے قربانی کا حکم دیا گیا ہے لیکن تمہارے لئے وہ سنت ہے"۔ ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضور نے فرمایا "تین چیزیں مجھ پر تو فرض ہیں مگر تمہارے لئے نفل ہیں۔ قربانی۔ وتر اور فجر کی دو رکعتیں"۔ حضرت ام سلمہؓ کی روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب عشرۂ ذوالحج آجائے اور تم سے میں کوئی قربانی کرنا چاہے تو اپنے بال اور کھال کو بالکل نہ چھوئے (یعنی نہ بال مونڈنے کترانے نہ فصد کھلوائے نہ پچھنے لگوائے)۔ اس حدیث میں قربانی کو ارادہ اور خواہش سے متعلق کیا ہے اور جو حکم شرعاً واجب ہوتا ہے اس کا تعلق کرنے والے کے ارادے سے نہیں ہوتا کہ جی چاہے کرے جی چاہے نہ کرے (اس سے ثابت ہوتا ہے کہ قربانی واجب نہیں بلکہ سنت ہے۔

قربانی کا جانور قربانی کے لئے سب سے افضل اونٹ ہے پھر گائے، اس کے بعد بکری۔ بھیڑ جزع سے کم نہ ہو اور دوسرا جانور مسنہ سے کم نہ ہو۔ بھیڑ چھ ماہ کی پوری ہو جائے تو جزع کہلاتی ہے۔ بکرا (بکری) ایک سال کا ہو گائے دو سال اور اونٹ دو سال کا یہ سب اس عمر پر پہنچکر مسن کہلاتے ہیں۔

ایک بکری ایک شخص کے لئے اور ایک اونٹ یا گائے سات آدمیوں کی طرف سے کافی ہے۔

قربانی کے جانور کا رنگ اور اس کی افضلیت قربانی کا افضل جانور سفید رنگ کا ہے پھر سیاہ رنگ کا۔ خود ذبح کرنا افضل ہے اگر خود اچھی طرح ذبح نہ کر سکتا ہو تو ذبح کے وقت موجود رہے۔ قربانی کا تیسرا حصہ اپنے لئے ہے اور ایک تیسرا حصہ اعزا و احبا کے لئے اور ایک تیسرا حصہ خیرات کر دے۔ عیب دار جانور قربانی کے لئے، یہ عیب پانچ ہیں۔ (۱) سینگ یا کان کا بیشتر حصہ کٹا ہوا ہونا (بعض اقوال میں آیا ہے کہ جس جانور کا ایک تہائی کان یا سینگ نہ ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے)۔ (۲) منڈا یعنی بغیر سینگ کا جانور۔ (۳) کانا (جسکا کانا ہونا نمایاں ہو یعنی ایک آنکھ اندر دھنسی ہو)۔ (۴) اتنا دبلا جس کی ہڈیوں میں مینگ بھی نہ رہی ہو۔ (۵) لنگڑا، ایسا جس کا لنگڑا پن ظاہر اور نمایاں ہو یعنی کمزوری کی وجہ سے جانوروں کے ساتھ چرنے نہ جا سکے، چر نہ سکتا ہو یا ایسا بیمار جس کی بیماری نمایاں ہو، خارشی ہو، (کیونکہ خارش گوشت کو خراب کر دیتی ہے)

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مقابلہ، مدابرہ، خرقا اور شرقا کی قربانی سے بھی منع فرمایا ہے۔ مقابلہ وہ جانور جس کے کان کا اگلا حصہ کاٹ کر لٹکا کر چھوڑ دیا گیا ہو اور مدابرہ وہ جانور جس کے کان کا پچھلا حصہ کاٹ دیا گیا ہو، خرقا وہ جانور ہے جس کے کان میں داغ لگانے کے باعث سوراخ ہو گیا ہو۔ شرقا اس جانور کو کہتے ہیں جس کو داغ لگانے سے اس کا کان پھٹ گیا ہو یہ ممانعت تحریمی نہیں ہے تنزیہی ہے پس بہتر یہی ہے کہ ایسے جانور کی قربانی سے گریز کرے اگر قربانی کر دے تو جائز ہے۔

قربانی کے دن قربانی کے تین دن ہیں نماز (عید) کے بعد سے عید کا پورا دن اور اس کے بعد والے دو دن اکثر فقہا کا یہی قول ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک چار دن ہیں۔ عید کا دن اور اس کے بعد تشریق کے تین دن، تین دن

میں ارشاد فرمایا وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُودَةٍ ۔ یوسف کے بھائیوں نے یوسف کو تھوڑی قیمت گنتی کے درہموں میں بیچ ڈالا (یعنی بہت کم درہموں کے عوض)۔

بعض علمانے معدودہ کہنے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ ان دنوں کا شمار ایام حج میں کیا جاتا ہے چنانچہ مزدلفہ میں قیام اور منیٰ میں کنکریاں (رمی جمار) اور دوسرے مناسک حج انہی ایام میں ہوتے ہیں۔

زجاجؒ کا قول زجاجؒ کا قول ہے کہ معدودات کا اطلاق لغت میں قلیل چیز پر ہوتا ہے چونکہ یہ بھی تین دن ہیں (یعنی قلیل) اس لئے ان کو ایام معدودات کہا گیا یعنی تشریق کے تین دن اور جس ذکر کا ان ایام میں حکم دیا گیا ہے اس سے مراد تکبیر ہے۔ نافعؒ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا ایام معدودات تین دن ہیں ایک دن نحر کا اور دو دن اس کے بعد کے ہیں۔ ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ ایام معدودات (ذی الحج کے) دس دن ہیں اور ایام معلومات قربانی کے دن ہیں۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ذکر کا حکم دیا ہے اور اس سے پہلی آیت میں "فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ" میں بھی ذکر کا حکم دیا گیا ہے اس کا کیا سبب ہے؟ اس کی وجہ جمیع مفسرین کرام نے یہ بیان فرمائی ہے کہ حج سے فراغت کے بعد عرب کعبہ کے پاس قیام کرتے اور اپنے باپ دادا کے فضائل اور خوبیاں کرکے تفاخر کرتے، کوئی کہتا کہ میرا باپ مہمان نواز تھا کھانا کھلاتا تھا اونٹ ذبح کرتا تھا قیدیوں کو فدیہ دے کر اور دیت ادا کرکے آزاد کراتا تھا، چنیں کرتا اور چناں کرتا، غرض اس طرح باہم ایک دوسرے پر فخر کرتے پس اس تفاخر کے بجائے اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی یاد کا حکم دیا اور فرمایا فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ۔ اور فرمایا وَاذْكُرُوا اللَّهَ فِي أَيَّامٍ مَعْدُودَاتٍ! میری یاد کرو میں نے ہی تمہارے اور تمہارے آباؤ اجداد کے ساتھ احسان کیا۔

سدی کی روایت سدیؒ کہتے ہیں کہ اہل عرب عبادت سے فارغ ہوکر منیٰ میں جاتے ان میں سے ایک بارگاہ الٰہی میں دعا کرتا کہ اے اللہ میرے باپ کا پیالہ بہت بڑا تھا اس کی دہلیز بھی بہت بڑی تھی وہ بہت بڑا دولت مند تھا، مجھے بھی اس کی طرح مالا مال فرمادے گویا اس طرح وہ اللہ کا ذکر نہیں بلکہ اپنے باپ کے فضائل بیان کرتا تھا دنیا کی لذت اور نعمت کی خواہش کرتا اس لئے یہ آیت نازل کیگئی۔

مختلف توجیہات حضرت ابن عباسؓ، عطاؒ، ربیعؒ اور ضحاکؒ رحمہم اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ "تم خدا کو اس طرح یاد کرو جس طرح چھوٹے بچے اپنے باپوں کو یاد کرتے ہیں۔ سب سے پہلے بچہ جب بولنا اور سمجھنا شروع کرتا ہے تو صاف نہیں بولتا پھر ابا اماں ٹھیک طرح سے بولنے لگتا ہے[1]۔ عمر بن مالکؒ کی روایت ہے کہ ابوالجوزاءؒ نے بیان کیا کہ میں نے حضرت ابن عباسؓ سے آیت فاذکروا اللہ کذکرکم آباءکم کے سلسلہ میں دریافت کیا کہ کوئی دن ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی باپ کو یاد نہیں کرتا تو کیا خدا کو بھی کسی روز بھول جانا درست ہے؟ انھوں نے کہا اس کا یہ مطلب نہیں ہے بلکہ مطلب ہے کہ اگر اللہ کی نافرمانی کی جائے تو دیکھو تم کو اتنا ہی غصہ آئے جتنا غصہ تم کو اس وقت آتا ہے جب تمہارے ماں باپ کو گالی دی جائے۔

[1] بچے شیر خواری میں جب بولنا سیکھتے ہیں تو ہر وقت ابا، اماں ہی کی رٹ لگاتے ہیں، باپ کی یاد ہی ان کے حافظہ کا ماحصل ہوتی ہے (مترجم)

کرتے تھے اَشْرِقْ ثَبِیْرُ کَیْمَا نُغِیْرُ اے کوہ ثبیر! روشن ہو جا تاکہ ہم چلیں، بات یہ تھی کہ سورج کے طلوع ہونے سے قبل مشرکین مزدلفہ سے نہیں لوٹتے تھے (جب کوہ ثبیر چمکنے لگتا تب روانہ ہوتے) اسلام نے اس رسم (جاہلیت) کو باطل کر دیا! بعض علماء کا ارشاد ہے کہ ایام تشریق کے معنی ہیں قربانی کے گوشت کو پارچہ پارچہ کر کے خشک کرنے کے دن۔ ایام جاہلیت میں لوگ قربانی کے گوشت کو خشک کر کے رکھ لیتے تھے چنانچہ تشریق اللحم گوشت کے پارچہ کر کے دھوپ میں سکھانا اور شرائق اللحم گوشت کے سوکھے پارچوں کو کہا جاتا ہے۔

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ تشریق کے معنی ہیں عید کی نماز۔ لفظ تشریق شروق الشمس سے مشتق ہے یعنی سورج کا روشن ہونا چونکہ عید کی نماز کا وقت طلوع خورشید کے بعد ہی شروع ہوتا ہے۔ اسی اعتبار سے عیدگاہ کو مشرق کہتے ہیں کہ سورج طلوع ہونے کے بعد لوگ وہاں پہنچتے ہیں اسی وجہ سے یوم عید کو یوم تشریق کہا جاتا ہے۔ پھر عید کے باقی دو دنوں کو ایام تشریق سے موسوم کر دیا گیا۔

حضرت ذوالنون مصری رح نے تشریح فرمائی!

حضرت ذوالنون مصریؒ سے دریافت کیا گیا کہ مَوقِفْ کا نام مشعر کیوں رکھا گیا، اس کو حرم کیوں نہیں کہا گیا فرمایا کعبۃ اللہ کا گھر ہے اور حرم اس کا پردہ ہے مشعر اس کا دروازہ ہے، جب مہمان یعنی حاجی خانۂ خدا کا قصد کرتے ہیں تو اللہ ان کو پہلے دروازے پر ٹھہرا دیتا ہے تاکہ وہ درگاہِ الٰہی پر عاجزی کرے، پھر دوسرے پردے پر آتا ہے جسے مزدلفہ کہتے ہیں وہاں حاجی کھڑا ہوتا ہے عاجزی کرتا ہے جب اس کی عاجزی اور زاری قبول ہو جاتی ہے تو اسے قربانی کا حکم دیا جاتا ہے قربانی کرنے سے وہ گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے پھر طہارت کر کے خانہ کعبہ کی زیارت سے مشرف ہوتا ہے۔ ان سے دریافت کیا گیا کہ ایام تشریق میں روزہ رکھنا کیوں مکروہ ہے جواب میں فرمایا اس لئے کہ لوگ (حاجی) اللہ کے مہمان ہیں اس کی ملاقات کو آئے ہیں اور میزبان کے یہاں مہمان کو روزہ رکھنا مناسب نہیں ہے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ کعبہ کے پردے پکڑ کر لٹکنے کی کیا وجہ ہے؟ انھوں نے فرمایا اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک بندہ اپنے مالک کا گنہگار ہے اور اس کا کوئی سفارشی ہے تو وہ مجرم بندہ اپنے سفارشی کا دامن پکڑ لیتا ہے اور گریہ وزاری کر کے معافی کی درخواست کرتا ہے۔

تکبیریں

تکبیرات ایام تشریق کی تعداد

حضرت نافعؒ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما ایام تشریق میں منیٰ کے اندر نمازوں کے بعد مجلس میں، بستر پر، خیمہ میں اور راستہ میں ہر جگہ تکبیر پڑھتے تھے ان دونوں حضرات کی تقلید میں اور لوگ بھی تکبیر پڑھتے اور اس آیت کا (وَاذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْ اَیَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ) یہی مطلب مفہوم سمجھتے تھے۔ تکبیر کے سنت ہونے پر سب (اکابرین امت) کا اتفاق ہے۔ اختلاف ہے تو اس کی تعداد میں ہے۔

حضرت مصنف رضی اللہ عنہ نے اولاً اوقات تکبیر کا اختلاف بیان فرمایا ہے اس کے بعد تعداد کا اختلاف ظاہر فرمایا ہے۔

طرح تکبیر کہے بلکہ عید الفطر کی رات میں تکبیر کہنے کی زیادہ تاکید آئی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۝ اور چاہیئے کہ تم ماہ رمضان کی گنتی پوری کرلو اس پر اللہ کی بڑائی بیان کرو جس نے تم کو ہدایت بخشی

← عید الفطر کی تکبیر کا آغاز شب فطر کی مغرب سے ہوتا ہے اور عید کے دن جب امام دونوں خطبوں سے فارغ ہو جائے اس وقت تک تکبیر کا حکم رہتا ہے پھر یہ حکم ختم ہو جاتا ہے۔

← امام اعظم ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ عید الفطر میں تکبیر مسنون نہیں ہے، امام مالک رح کا قول ہے کہ عید الفطر کے دن میں تکبیر پڑھے رات میں نہ پڑھے اور تکبیر پڑھنے کا وقت عیدگاہ پہنچنے تک ہے۔ امام شافعی رح نے فرمایا کہ شب عید کی مغرب سے تکبیر شروع اور جب امام عید کے دونوں خطبے ختم کردے تو تکبیر کہنا بھی ختم کردے امام شافعی رح نے یہ بھی فرمایا ہے کہ تکبیر شب عید کی مغرب سے شروع کرے اس وقت ختم کردے جب امام عیدگاہ میں پہنچ جائے۔ ایک قول میں انتہائی وقت نماز عید کے آغاز کو قرار دیا گیا ہے اور دوسرے قول میں نماز عید سے فارغ ہونے کے وقت تکبیر کا آخری وقت ہے۔

روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ساتوں آسمانوں کے فرشتوں کا ثواب لکھ دیتا ہے، جس نے عاشورہ کے دن کسی مسلمان کا روزہ روزہ کھلوایا گویا اس نے تمام اُمت محمدیہ کا روزہ کھلوا دیا اور سب کے پیٹ بھروا دیئے، جس نے عاشورہ کے دن کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا تو یتیم کے سر کے ہر بال کے عوض جنت میں اس کا مرتبہ بلند کیا جائے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے عاشورہ کے روزہ کے ساتھ ہم کو بڑی فضیلت عطا فرمائی! حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہاں ایسا ہی ہے کیونکہ اسی دن اللہ تعالیٰ نے عرش و کرسی، ستاروں اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا، لوح و قلم عاشورہ کے دن پیدا کئے، جبرئیل اور دوسرے ملائکہ کو عاشورہ کے دن پیدا کیا۔ حضرت آدم اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کو عاشورہ کے دن پیدا فرمایا، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو آتش نمرود سے عاشورہ کے دن نجات بخشی، ان کے فرزند کا فدیہ عاشورہ کے دن دیا، فرعون کو عاشورہ کے دن غرق کیا، حضرت ادریسؑ کو عاشورہ کے دن آسمان پر اٹھایا۔ حضرت ایوبؑ کے دکھ درد کو عاشورہ کے دن دور کیا۔ حضرت عیسیٰؑ کو عاشورہ کے دن اٹھایا۔ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی عاشورہ کے دن ہوئی۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ بھی اسی دن قبول ہوئی۔ حضرت داؤد کا گناہ اسی دن بخشا گیا، حضرت سلیمان کو جن و انس پر حکومت اسی دن عطا ہوئی، خود باری تعالیٰ عاشورہ کے دن عرش پر متمکن ہوا۔ قیامت عاشورہ کے دن ہوگی۔ آسمان سے سب سے پہلی بارش عاشورہ کے دن ہوئی، جس دن آسمان سے پہلی مرتبہ رحمت نازل ہوئی وہ عاشورہ کا دن تھا، جس نے عاشورہ کے دن غسل کیا وہ مرض الموت کے سوا کسی بیماری میں مبتلا نہ ہوگا، جس نے عاشورہ کے دن پتھر کا سرمہ آنکھ میں لگایا تمام سال اس کو آشوب چشم نہیں ہوگا جس نے اس دن کسی کی عیادت کی گویا اس نے تمام اولادِ آدمؑ کی عیادت کی، جس نے عاشورہ کے دن کسی کو ایک گھونٹ پانی پلایا اس نے گویا ایک لمحہ کو اللہ کی نافرمانی نہیں کی۔

عاشورہ کے دن چار رکعت نماز

جس نے عاشورہ کے دن چار رکعت نماز اس طرح پڑھی کہ ہر رکعت میں ایک دفعہ سورہ فاتحہ اور پچاس بار سورہ اخلاص پڑھی، اللہ تعالیٰ نے اس کے پچاس برس گزشتہ کے اور پچاس برس آئندہ کے گناہ معاف فرمائے، ملأ اعلیٰ میں اس کے لئے نور کے ہزار محل تعمیر کرائے گا۔ ایک اور حدیث میں چار رکعتیں دو سلاموں کے ساتھ مذکور ہیں، ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ، سورۃ زلزال، سورۃ کافرون اور سورۃ اخلاص ایک ایک دفعہ اور نماز سے فراغت کے بعد ستر بار درود شریف پڑھنا مذکور ہے۔ (یہ روایت حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے)۔

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت!

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت یہ بھی آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل پر سال میں ایک دن یعنی عاشورہ کے دن روزہ فرض کیا گیا تھا، تم بھی اس دن روزہ رکھو اور اپنے گھر والوں کے خرچ میں اس روز فراخی روا رکھو جس نے اس روز اپنے گھر والوں کے خرچ میں وسعت پیدا کی اللہ تعالیٰ اس کو پورے سال آسودگی و کشائش عطا فرماتا ہے جس نے اس دن روزہ رکھا تو وہ روزہ اس کے چالیس سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے گا۔ جو شخص شب عاشورہ میں رات بھر عبادت میں مشغول رہے اور صبح کو وہ روزہ سے ہو تو اس کو اس طرح موت آئے گی کہ اس کو مرنے کا احساس بھی نہ ہوگا۔

ہے، اکثر علماء کا قول ہے کہ چونکہ یہ محرم کا دسواں دن ہوتا ہے اس لئے اس کو عاشورہ کہا گیا، بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو بزرگیاں دنوں کے اعتبار سے اُمت محمدیہ کو عطا فرمائی ہیں اس میں یہ دن دسویں بزرگی ہے اسی مناسبت سے اس کو عاشورہ کہتے ہیں۔ پہلی بزرگی تو رجب کی ہے وہ اللہ کا ماہِ رحم ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ بزرگی صرف اس اُمت کو عطا کی ہے عطا کی ہے کہ باقی مہینوں پر رجب کو فضیلت ایسی ہی ہے جیسی اُمت محمدیہ کی فضیلت دوسری امتوں پر ۲ ماہ شعبان کی بزرگی ہے، ماہ شعبان کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت دوسرے انبیاء علیہم السلام پر ۳ تیسرا ماہ رمضان ہے اس کی فضیلت باقی مہینوں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت مخلوق پر ہے۔ ۴ چوتھی فضیلت شب قدر کی ہے یہ ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ ۵ پانچواں دن عید الفطر کا ہے یہ روزوں کی جزا ملنے کا دن ہے۔ ۶ عشرہ ذی الحجہ کی فضیلت ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی یاد کے دن ہیں۔ ۷ ساتویں فضیلت کا دن عرفہ کا دن ہے، اس دن کا روزہ رکھنے سے دو سال کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ ۸ آٹھواں دن نحر (قربانی) کا دن ہے۔ ۹ نواں دن جمعہ کا دن ہے یہ دن سید الایام ہے۔ ۱۰ دسواں دن عاشورہ کا دن ہے، اس دن روزہ رکھنے سے ایک سال کے گناہوں کا کفارہ ادا ہو جاتا ہے۔ ان تمام دنوں کی ایک خاص عزت اس کے وقت پر ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس اُمت کو عطا فرمائی ہے تاکہ وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور اُمت کو خطاؤں سے پاکی حاصل ہو جائے۔

بعض علماء نے کہا ہے کہ یوم عاشورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس روز دس پیغمبروں پر ایک ایک عنایت خاص فرمائی (کل دس عنایتیں ہوئیں)۔ (۱) اس روز حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی۔ (۲) حضرت ادریس علیہ السلام کو مقام رفیع پر اٹھایا (۳) حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی اسی روز کوہ جودی پر ٹھہری۔ (۴) اسی روز حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنا خلیل بنایا، اسی دن نمرود کی آگ سے ان کو بچایا۔ (۵) اسی روز حضرت داؤد علیہ السلام کی توبہ قبول فرمائی اور اسی روز حضرت سلیمانؑ کو (چھنی ہوئی) سلطنت واپس ملی۔ (۶) اسی روز حضرت ایوب علیہ السلام کا ابتلا (دکھ درد) ختم ہوا۔ (۷) اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو (رود نیل میں) غرق ہونے سے بچایا اور فرعون کو غرق کر دیا۔ (۸) اسی روز حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے رہائی ملی۔ (۹) اسی روز حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا گیا۔ (۱۰) اسی دن سرور کائنات رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی۔

محرم کی کس تاریخ کو

عاشورہ سمجھنا چاہیئے!

کس تاریخ کو عاشورہ ہوتا ہے

عاشورہ کا دن محرم کی کس تاریخ کو ہوتا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے اکثر علماء کا قول ہے (جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا) کہ محرم کی دسویں تاریخ کو یوم عاشورہ کہتے ہیں۔ بعض علماء نے کہا نویں تاریخ کو عاشورہ کہا ہے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے جو قول منقول ہے اس میں نویں تاریخ محرم کو عاشورہ ہونے کا ذکر ہے۔ حکیم ابن اعرج نے حضرت ابن عباسؓ سے دریافت کیا کہ عاشورہ کا روزہ کس تاریخ کو رکھنا چاہیئے آپ نے فرمایا جب محرم

عاشورہ کے روزے پر طعن کرنے والے غلطی پر ہیں

بعض لوگ عاشورہ کا روزہ رکھنے والوں پر طعن کرتے ہیں اور ان حدیثوں اور روایتوں پر نکتہ چینی کرتے ہیں جو یوم عاشورہ کی تعظیم کے سلسلہ میں بیان کیگئی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس روز روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ اس روز حضرت حسینؓ شہید کئے گئے تھے، آپ کی شہادت پر ہمہ گیر رنج و ملال ہونا چاہیئے لیکن روزہ رکھ کر خوشی اور مسرت کا دن قرار دے لیا جاتا ہے اور اسدن بال بچوں کے مصارف میں فراخی پیدا کر کے خوشی منائی جاتی ہے، فقیروں، محتاجوں اور غریبوں کو خیرات دی جاتی ہے۔ تمام اہل اسلام پر امام حسینؓ کا جو حق ہے اس کا یہ تقاضا نہیں!

یہ اعتراض کرنے والا غلطی پر ہے اس کا مسلک غلط اور فاسد ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محترم کے فرزند کی شہادت کے لئے ایسے دن کا انتخاب فرمایا جو قدر و بزرگی، عظمت و جلالت میں سب دنوں سے افضل و برتر تھا تاکہ ان کو ذاتی بزرگی کے ساتھ مزید بزرگی اور علو مرتبت حاصل ہوا اور شہید ہوئے، خلفائے راشدین کے مراتب پر پہنچا دیئے گئے۔ اگر آپ کی شہادت کے دن کو مصیبت کا دن بنا لیا جائے تو اس صورت میں دوشنبہ کا دن تو سب سے زیادہ مصیبت کا دن ٹھہرتا ہے کہ اس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی اسی روز وفات پائی، ہشام بن عروہ سے منقول ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے دریافت کیا تھا کہ رسول اللہؐ کی وفات کس روز ہوئی تھی میں نے جواب دیا پیر کے روز انھوں نے فرمایا مجھے امید ہے کہ میں بھی اسی روز مروں گا، چنانچہ آپ کی وفات بھی پیر کے دن ہوئی، پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات تو دوسروں کی وفات سے بہت عظیم ہے مگر سب لوگوں کا اس پر اتفاق ہے کہ پیر کا دن بزرگ ہے، اس دن روزہ رکھنا افضل ہے، پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے حضور میں بندوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں پس عاشورہ کے دن کو بھی اسی طرح مصیبت کا دن نہیں بنانا چاہیئے اس کو یوم مسرت و انبساط بنانے سے یوم مصیبت بنانا کسی طرح بھی ادنیٰ اور انسب نہیں ہے، ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ اس دن تو اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو دشمنوں سے نجات عطا کی اور ان کے بدخواہوں کو ہلاک کر دیا، آسمان و زمین کو پیدا کیا اور عظمت و بزرگی رکھنے والی تمام چیزیں اسی روز بنائیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ اس روز کا روزہ رکھنے والے کے لئے ثواب عظیم مقرر فرمایا، اس دن کے روزوں کو گناہوں کا کفارہ بنایا اور تمام برائیوں سے نجات کا وسیلہ بنایا، ان خوبیوں اور نعمتوں کے باعث یوم عاشورہ بھی عیدین، جمعہ اور عرفہ کی طرح متبرک دن ہے، اب اگر ایسے دن کو یوم مصائب، قرار دینا جائز ہوتا تو صحابہ کرام اور تابعین (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) ایسا ضرور کرتے وہ بمقابلہ ہمارے، حضرت امام حسینؓ سے زیادہ قرب اور تعلق رکھتے تھے۔

حدیث شریف میں اس روز اہل و عیال کے نفقہ میں زیادہ وسعت و فراخی اور روزہ رکھنے کی بھی ترغیب دی گئی ہے

ان کی حالت ایسی ہے جیسے گدھا بڑے بڑے دفتر اٹھائے ہوئے (یعنی بے عمل)۔ اور ان کے تیسرے دعوے الیوم سبت پر تفاخر کی تردید میں فرمادیا یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِیَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ یَّوْمِ الْجُمُعَةِ اور اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ وَاِذَا رَاَوْا تِجَارَةً اَوْ لَهْوَا نِ انْفَضُّوْۤا اِلَیْهَا الآیۃ۔ اگر ان کو کوئی تجارت یا کھیل کی بات نظر آجاتی ہے تو اس کی طرف بڑھ جاتے ہیں۔ (پھیل جاتے ہیں) صورت واقعہ یہ ہوئی کہ مدینہ کو کوئی قافلہ (تجارت) آتا تو لوگ تالیاں اور نقارے بجا کر اس کا استقبال کرتے اور لوگ اس قافلہ کو دیکھنے کے لئے مسجد سے نکل کر باہر چلے جاتے، جب ایک روز قافلہ آہی پہنچا تو بہت سے لوگ مسجد سے نکل گئے صرف ۱۲ مرد اور ایک خاتون مسجد میں رہ گئیں، اس کے بعد ایک قافلہ اور آیا جب بھی یہی صورت ہوئی کہ سب لوگ سوائے بارہ مرد اور ایک خاتون کے مسجد سے باہر آگئے اس کے بعد دحیہ بن خلیفہ کلبی اسلام لانے سے قبل شام سے کچھ سامان تجارت لے کر مدینہ منورہ آیا اس کے پاس طرح کا سامان تجارت تھا، اس کے استقبال کے لئے مدینہ والے تالیاں بجاتے اور نقارہ پیٹتے باہر نکلے، اتفاقاً مدینہ میں اس کی آمد جمعہ کے دن ایسے وقت ہوئی جب کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے لوگ (اس کی آمد کا غوغا سن کر) خطبہ چھوڑ کر اس کی طرف چلے گئے۔ اس وقت حضور نے فرمایا دیکھو مسجد میں کتنے آدمی ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا بارہ مرد اور ایک عورت، حضور نے فرمایا اگر یہ بھی نہ ہوتے تو ان سب کی ہلاکت کے لئے پتھروں پر نشان لگا دیئے جاتے (آسمان سے پتھر برستے اور جس پتھر پر جس کا نام ہوتا وہی پتھر اس فرد کو ہلاک کرتا یعنی سب کے سب پتھروں سے ہلاک کر دیئے جاتے)۔ اس آیت میں نقارہ بجانے اور تالیاں پیٹنے کو لھو سے تعبیر فرمایا ہے اور تجارۃ سے وہی تجارتی مال مراد ہے جو دحیہ لیکر آیا تھا، جو لوگ مسجد میں ٹھہرے رہے تھے ان میں حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) بھی تھے۔

روز جمعہ کے فضائل

احادیث نبوی میں

علاء بن عبدالرحمٰن نے بالاسناد حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، روز جمعہ سے زیادہ بندگی اور عبادت والے دن میں نہ سورج طلوع ہوا اور نہ غروب ہوا (یعنی روز جمعہ عبادت و بندگی کے لئے ہر دن سے افضل و برتر ہے)۔

زمین پر چلنے والا ہر جانور (سوائے جن و انس) کے روز جمعہ سے ڈرتا ہے (کیونکہ قیامت جمعہ کے دن ہوگی)۔ جمعہ کے دن مسجد کے ہر دروازے پر دو فرشتے آنے والے لوگوں کو ترتیب وار درج کرتے ہیں، اول نمبر پر ایسا شخص ہوتا ہے جیسے اونٹ قربانی کرنے والا دوسرے نمبر پر گائے کی قربانی کرنے والا اور تیسرے نمبر پر ایسا شخص جس نے بکری کی قربانی کی ہو پھر ایسا جیسے کسی نے مرغی اللہ کی دی ہے پھر ایسا جیسے کسی نے انڈا پیش کیا ہو، جب امام خطبہ پڑھنے کھڑا ہو جاتا ہے تو وہ کاغذ لپیٹ دیا جاتا ہے

حضرت ابوسلمہؓ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سے

کے دادا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جمعہ کے روز مسجدوں کے دروازوں پر ملائکہ کھڑے ہوتے ہیں اور وہ آنے والے لوگوں کو کہتے رہتے ہیں یہاں تک کہ امام برآمد ہو جاتا ہے اس وقت وہ کاغذ طے کر لیتے ہیں اور قلم اٹھا لے جاتے ہیں ملائکہ آپس میں کہتے ہیں کہ فلاں شخص کس وجہ سے نہیں آیا اور فلاں شخص کیوں نہیں آیا الٰہی اگر وہ بیمار ہے تو اس کو شفا دے اور اگر وہ راستہ بھول گیا ہو تو اس کو راستہ بتا دے اگر وہ مسافر ہے تو اس کی مدد فرما۔

جمعہ کے دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے

جعفر بن ثابتؒ نے اپنے والد کا قول نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے چاندی کی تختیاں اور سونے کے قلم لے کر ان لوگوں کے نام لکھتے ہیں جو جمعہ کی رات یا دن میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرتے ہیں۔ شیخ ابو نصرؒ نے اپنے والد کے حوالہ سے ابو الزبیر حضرت جابر بن عبداللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے اس پر جمعہ کے دن جمعہ کی نماز فرض ہے البتہ بیمار، مسافر، عورت، بچہ اور غلام اس حکم سے مستثنیٰ ہیں۔

تجارت اور لہو و لعب میں مشغول رہنے والا

جو شخص کھیل کود اور تجارت میں مشغولیت کے باعث جمعہ کی نماز سے بے پرواہ ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے پرواہ ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے، ابو الجہر حمریؒ کی روایت ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا جس نے حقیر (معمولی بات) سمجھ کر تین جمعہ ترک کر دیئے، اللہ اس کے دل پر مہر کر دیتا ہے۔ شیخ ابو نصرؒ نے بالاسناد روایت کی کہ حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ میں نے خود سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے! لوگو! مرنے سے پہلے اللہ سے توبہ کر لو اور رکاوٹ پیدا ہونے سے پہلے نیک اعمال کرنے میں عجلت کرو اور ذکر الٰہی کی کثرت سے تمہارے اور خدا کے درمیان جو رشتہ ہے اس کو جوڑو، چھپا کر اور کھلم کھلا خیرات کرو تم کو اجر بھی ملے گا اور تمہاری تعریف بھی کی جائے گی، تمہارا رزق بھی زیادہ ہوگا، جان لو! کہ اللہ نے جمعہ کی نماز تم پر اس مہینہ میں اس جگہ اس سال اب قیامت تک کے لئے قطعی فرض کر دی ہے جس شخص کو موقع ملے وہ ضرور پڑھے۔ میری حیات میں یا میرے بعد جو شخص انکار کر کے یا معمولی بات سمجھ کر جمعہ کی نماز کو ایسی حالت میں ترک کرے کہ اس کے لئے کوئی خلیفہ یا نائب خلیفہ موجود ہو خواہ وہ امام عادل ہو یا فاسق تو اللہ اس کی پریشانی دور نہ فرمائے اور نہ اس کے کام میں برکت دے؛ خوب سن لو کہ ایسے شخص کی نہ نماز ہے نہ وضو ہے نہ زکوٰۃ ہے نہ حج ہے۔ غور سے سنو! ایسے آدمی کو کوئی برکت نصیب نہیں ہوگی جب تک وہ توبہ نہ کرے، اگر وہ توبہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی توبہ قبول کرے گا۔ عورت مرد کی، دیہاتی مہاجر کی، فاسق (صالح) مومن کی امامت نہ کرے تاوقتیکہ اسے کسی جابر و ظالم بادشاہ کی تلوار یا کوڑے کا ڈر نہ ہو۔

جمعہ کے دن کی ہیئت

ابو نصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام دنوں کو ان کی ہیئت پر محشور و مبعوث فرمائے گا لیکن جمعہ کو روشن اور نمایاں ہیئت پر اٹھائے گا، اہل جمعہ (جمعہ کے نمازی) اس کے ارد گرد جلو میں اس طرح جا رہے ہوں گے جیسے دلہن کو جھرمٹ میں شوہر کے پاس لیجاتے ہیں۔ جمعہ ایسا روشن ہوگا کہ اس کی روشنی میں لوگ چلیں گے، جلو میں

کی آگ تیز کی جاتی ہے تم اس ساعت میں نماز نہ پڑھو۔ ہاں جمعہ کا دن سراسر نماز ہی ہے (اس کا ہر لحظہ و لمحہ نماز ہے) اس روز جہنم کی آگ تیز نہیں ہوتی۔

جمعہ کے دن غسل کرکے مسجد میں جانا

حضرت ابو صالحؒ نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ کے دن غسل کرکے جو شخص پہلی گھڑی ہی میں مسجد میں گیا یعنی اوّل وقت اس نے (از روئے ثواب) گویا اونٹ کی قربانی کی اور جو دوسری ساعت میں گیا اس نے گویا گائے قربان کی اور جو تیسری ساعت میں گیا اس نے گویا سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اور جو چوتھی ساعت میں گیا گویا اس نے مرغی اللہ کی راہ میں دی اور جو پانچویں ساعت میں گیا اس نے گویا ایک انڈا خیرات کرنے کا ثواب حاصل کیا۔ اس کے بعد جب امام برآمد ہو جاتا ہے تو فرشتے خطبہ سننے کے لئے اٹھ جاتے ہیں (ناموں کا اندراج ختم ہو جاتا ہے)۔

دن کی ساعتوں کے اوقات

پہلی ساعت صبح کی نماز کے بعد ہوتی ہے، دوسری سورج کچھ بلند ہونے، تیسری ساعت دھوپ پھیل جانے پر یعنی چاشت کے وقت (جب سورج کی گرمی سے ریت اس قدر گرم ہو جاتی ہے کہ پیر جلنے لگتے ہیں) چوتھی ساعت زوال سے پہلے شروع ہوتی ہے اور پانچویں ساعت سورج کے زوال (ختم یا ٹھیک زوال کے وقت) سے شروع ہوتی ہے۔ حضرت نافعؒ کی روایت ہے کہ حضرت ابن عمرؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو شخص جمعہ کو غسل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے پاک و صاف کر دیتا ہے پھر اسے کہا جاتا ہے کہ (آئندہ کے لئے) از سر نو عمل شروع کر (پچھلے گناہ تو معاف ہو گئے)۔

ایک روایت میں آیا ہے کہ جس نے دوسرے کو نہلایا اور خود بھی نہایا اور اول وقت ہی مسجد میں آ گیا، امام کے قریب بیٹھا اور کوئی لغو حرکت نہیں کی تو اس کے لئے ہر قدم پر ایک سال کے دن کے روزے اور ان کی نمازیں لکھی جاتی ہیں۔ ہر جمعہ کو بیوی سے قربت کرنا علماء کے نزدیک مستحب ہے۔ سلف صالحین میں بعض حضرات اس حدیث کے تتبع میں ایسا ہی عمل کرتے تھے، بعض علمائے سلف نے اس کے معنی یہ کہے ہیں کہ جس نے اپنا سر دھویا یا اپنا باقی جسم دھویا یعنی نہایا

جمعہ کے دن کے غسل کی تاکید

حضرت حسن بصریؒ نے حضرت ابوہریرہؓ کا قول نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا! ابوہریرہؓ ہر جمعہ کے دن غسل کیا کرو خواہ پانی (بوجہ گرانی) تم کو اپنی اس روز کی خوراک کے عوض ہی کیوں نہ خریدنا پڑے، اکثر فقہا نے غسل جمعہ کو مستحب قرار دیا ہے۔ داؤدؒ کے نزدیک واجب ہے، جمعہ کی نماز پڑھنے والے کے لئے غسل جمعہ کو ترک کرنا مناسب نہیں ہے۔

غسل کا وقت

غسل (جمعہ) کا وقت صبح صادق کے طلوع کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ زیادہ مناسب اور اولیٰ یہی ہے کہ غسل سے فراغت کے فوراً بعد مسجد کو روانہ ہو جائے تاکہ حدیث شریف کا اتباع ہو جائے اور جمعہ کی نماز تک طہارت ٹوٹنے سے خود کو محفوظ رکھنا چاہیئے۔ غسل سے مقصود خدمت مولا سمجھئے (یعنی جمعہ کی نماز کی ادائیگی)۔

اگر ایک شخص جنابت کی حالت میں صبح کو اٹھا اور اس نے جنابت دور کرنے اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کی نیت سے وضو

لہ اپنی بیوی سے قربت کی اور اس کے غسل کرنے کا باعث ہوا یعنی نہلایا جماع سے کنایہ ہے۔

حضرت ابوذرؓ سے مروی حدیث میں ہے کہ "حضور مجلس العلم أفضل من صلاۃ الف رکعۃ" علم کی مجلس میں حاضر ہونا ہزار رکعت نماز "نفل" سے بہتر ہے)۔

لوگوں کو پھلانگنا منع ہے۔

جب نمازی مسجد میں پہنچے تو لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے (یعنی پیچھے سے آگے پہنچنے کی کوشش میں صفوں کو درہم برہم کرتا ہوا آگے نہ نکلے) ہاں اگر امام یا مؤذن ہے تو مضائقہ نہیں! (اس کے لئے منع نہیں ہے)

ایک روایت میں آیا ہے کہ ایک شخص کو حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہا ہے، حضورؐ نے اس سے فرمایا اے شخص تجھے ہمارے ساتھ جمعہ پڑھنے سے کس چیز نے روک دیا؟ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حضور نے فرمایا "میں نے تو یہ دیکھا کہ تو آخر میں تو آیا اور لوگوں کو دکھ دیا (لوگوں کی گردنیں پھلانگ کر آگے بڑھا)۔ ایک اور حدیث کے الفاظ اس طرح سے ہیں کہ "حضورؐ نے فرمایا! تو نے آج جمعہ کیوں نہیں پڑھا؟ اس شخص نے عرض کیا یا نبی اللہ میں نے جمعہ کی نماز پڑھی تھی! حضورؐ نے فرمایا کیا میں نے تجھے لوگوں کی گردنوں سے پھلانگتے نہیں دیکھا؟ یعنی تو لوگوں کی گردنیں پھلانگ رہا تھا، یاد رکھو کہ جس نے ایسا عمل کیا اس کی پیٹھ قیامت کے دن دوزخ کا پل بنائی جائے گی لوگ اس کے اوپر سے گزریں گے اور اس کو پامال کریں گے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے کی ممانعت

خبردار! نمازی کے آگے سے نہ گزرنا، حدیث شریف میں آیا ہے کہ چالیس سال تک ایک جگہ پر ٹھہرے رہنا نمازی کے سامنے سے گزرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔ ایک دوسری حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ "نمازی کے سامنے سے گزرنے والا اگر خاک ہو جائے کہ اس کو ہوا میں اڑا دیں تب بھی یہ بہتر ہوگا بمقابلہ اس کے کہ نمازی کے سامنے سے گزرے، کسی نمازی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے، کیونکہ ایک روایت میں آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر اس کی جگہ خود نہ بیٹھے۔ حضرت ابن عمرؓ کے لئے اگر کوئی اپنی جگہ چھوڑ کر کھڑا ہو جاتا تو آپ اس جگہ پر نہیں بیٹھتے تھے بلکہ وہ خود ہی واپس آکر اپنی جگہ پر بیٹھ جاتا تھا۔

امام احمدؒ سے دریافت کیا گیا، اگر کسی کے سامنے جگہ خالی ہو تو ایسی صورت میں کیا لوگوں کو پھلانگ کر اس جگہ پر بیٹھ جانا جائز ہے؟ اس کے جواب میں امام احمدؒ نے فرمایا اپنے ساتھی کو اس جگہ پر بٹھائے اور خود اس کی جگہ پر بیٹھ جائے تو بہتر ہے اگر کوئی اپنے لئے کپڑا وغیرہ بچھا کر چلا جائے (جگہ کو اپنے لئے مخصوص کر دے) تو دوسرے کے لئے جائز ہے کہ اسے ہٹا کر بیٹھ جائے۔ امام کے قریب بیٹھنے میں زیادہ ثواب ہے، جب امام خطبہ دے رہا ہو تو خاموشی سے سنے باتیں نہ کرے اگر ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا خطبہ شروع ہونے سے پہلے اور خطبہ ہونے کے بعد کلام کرنا حرام نہیں ہے۔

روز جمعہ کی مزید خصوصیات

شیخ ابونصرؒ نے اپنے والد سے بالاسناد حضرت امام مالکؓ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیلؑ سفید رنگ ہاتھ میں لئے ہوئے تشریف لائے، اس پر میں ایک سیاہ نقطہ تھا! میں نے دریافت کیا کہ ہاتھ میں کیا ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا یہ جمعہ کا دن ہے جس میں آپ سب کے لئے خیر کثیر ہے، میں نے پوچھا یہ سیاہ نقطہ کیا ہے؟ انھوں نے کہا یہ قیامت ہے جو جمعہ کے دن قائم ہوگی۔ جمعہ سید الایام ہے، ہم ملأ اعلیٰ (عالم ملکوت) میں اس کو یوم المزید کہتے ہیں، میں نے کہا یوم المزید کہنے کی کیا وجہ ہے، جبرئیلؑ نے کہا جنت میں اللہ تعالیٰ نے ایک وادی بنائی ہے جس کی خوبصورت سفید مشک